ایک اشرفی انعام

اُس شخص کو ملیگا جو اس رسالے کے مضامین نمبر ۲ لغایت ۱۲ کی نظیر اسوقت کسی رسالہ یا اخبار میں دکہلادے۔ اگر کوئی دکہلا نہ سکے تو پھر انصاف سے کہا جاوے کہ اب رسالے کا اڈیٹر لائق پنشن ہوگیا ہے جیسا کہ شتابدہ کہتے ہیں

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علیٰ صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر یکم لغایۃ دوازدہم — جلد بست و دوم

بابت سنہ ۱۳۲۶ ہجری مطابق سنہ ۱۹۰۹ء

شرح قیمت رسالہ وغیرہ امور کہ اس رسالہ کی قیمت عموماً ۱۲ سالانہ ہی قیمت خاص جو اردو رسالہ ... جن ہر سو ... روپے جنکی آمدنی چالیس روپے ماہوار سے زیادہ نہیں۔ ان سے چھ روپے۔ جنکی دس روپیہ ماہوار ... نہیں ان سے علاتیاً تین روپیہ لیے جاتے ہیں۔ ہمیں یہ شرط ہے کہ پیشگی دیں جو دس روپیہ آمدنی بہی نہیں رکھتے ... صباحت علمی رکھتے ہیں اور رسالہ کی اشاعت اور خریدار رسالہ بہم پہنچانے میں کوشش کرتے ہیں ... قیمت دیا جاتا ہے۔ یہ شرح قیمت رسالہ ہرسال رواں کے لیے ہے سالہای گذشتہ کی قیمت حسب شرح ذیل ہے۔ جلد یا سال اول لغایۃ پنجم کی عام سالانہ قیمت ... جلد یا سال ششم لغایۃ دوازدہم ... سالانہ ہے۔ جلد یا سال سیزدہم لغایۃ نوزدہم کی سالانہ ... خریدار کل کو چہارم حصہ قیمت معاف خاص قیمت ہرسال گذشتہ مطابق ہرسال رواں۔ ارسال زر بذریعہ منی آرڈر۔ اور خط و کتابت حسب نشان ذیل ہونی چاہیئے۔ ۲۔ نمونہ کا پرچہ بارسال ادنی قیمت ایک پرچہ ہر کو ملسکتا ہے نہ مفت۔ رسالہ پسند نہ ہو تو واپس کردیں اور قیمت واپس لیں ۳ خط کا جواب جوابی پوسٹ کارڈ یا ٹکٹ بھیجنے پر مل سکتا ہے۔ جو لوگ اپنا نام و مقام بخط واضح نہ لکھیں گے یا ٹکٹ یا کارڈ ارسال نہ کریں گے جواب نہ پائیں گے۔ ابو سعید محمد حسین مہتمم رسالہ اشاعۃ السنہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور۔

فہرست مضامین جلد ہذا

... سکتے ہیں) ...... صہ ...

ٹھہرایا تھا۔ ہر چند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل تمام انبیا کا خاصہ تھا۔ مگر اسکا خاصہ ہونا بنظر فرضیت تھا۔ یعنی آنحضرتؐ اور دیگر انبیا، پر ایسا کرنا فرض تھا۔ دوسروں پر فرض نہیں جیسے نماز تہجد جو بحکم آیت نافلۃ لک پہلے آپ پر فرض تھی امت پر نہ تھی نہ خاصہ بنظر اباحت جو کہ اوروں کے حق میں ممنوع ہوتا ہے۔ جیسے چار عورتوں سے زیادہ سے نکاح جو آپکے لیے بحکم آیت خالصۃ لک من دون المؤمنین جائز تھا امت کے لیے ناجائز۔ یہی وجہ ہے کہ فقہاء اسلام نے وقف علی الاولاد والاقارب کو مسلمانوں کے لیے جائز رکھا ہے اور اسمیں بعض مال کی قید نہیں لگائی۔ جسکا کافی ثبوت اوپر گذر چکا ہے۔ اِن اقوال وعمل نبوی کی نظر سے مجھے مدت سے (جبکہ مجھے جائداد غیر منقولہ اراضی ومکانات ملی) خیال تھا کہ میں دنیا سے آخرت کا سفر کروں تو اس حالت میں نہ جاؤں کہ میں اپنی ملک میں کچھ مال چھوڑ کر جاؤں۔ بلکہ اس حالت میں جاؤں کہ دنیاوی مال سے تہیدست ومسکین ہو کر جاؤں اور قیامت کے دن مساکین میں میرا حشر ہو۔

اس بنا پر میں نے سنہ ۱۹۰۲ء مطابق سنہ ۱۳۲۰ ہجری کو رسالہ اشاعۃ السنہ جلد ۱۹ شائع کیا۔ تو اُس کے تیسرے صفحہ میں مینے اپنی وصیت شائع کی جسکا خلاصہ یہ تھا کہ میری جائداد غیر منقولہ میرے وارثوں میں بطور وراثت "تقسیم نہ ہو۔ بلکہ میرے اُن وارثوں کو جو علوم دینی عربی پڑھیں پڑھاویں اور شریعت محمدی کا اتباع کریں اسمیں سے گذارہ ملے اور باقی جائداد کی آمدنی تعلیم کے لیے اسلامی مدارس دینی میں صرف کی جائے۔

اسوقت تک میری اولاد میں تحصیل علوم عربی دینی اور اتباع شریعت محمدی سے انکار۔ اور اسپر اصرار پیدا نہوا تھا۔ لہذا اس وصیت میں مینے صرف بطور ترغیب یہ شرط تعلیم علوم دینی واتباع شریعت نبوی لگادی تھی۔ اور یہ امید تھی کہ وہ لوگ ثواب آخرت کی نظر سے نہیں تو میری جائداد سے نفع اٹھانے ہی کی غرض سے دینی علوم عربی کی طرف توجہ کریں گے۔

دینی علوم کی تعلیم کی ضرورت ہر مسلمان کو معلوم ہے اور خاص کر ان اقوام کے لیے جو ہندو مذہب چھوڑ کر مسلمان ہوئے ہوں جس قوم نو مسلم شیخان "جاٹ" گکھڑ میں میری پیدائش ونشوونما ہوا ہے۔ اور وہ مختلف شہروں پنجاب۔ بٹالہ۔ کلانور۔ ہوشیارپور۔ جالندھر۔ وزیرآباد۔ سیالکوٹ۔ لا[illegible] وغیرہ میں سکونت پذیر ہیں[illegible] کا یہ حال ہے کہ بعض ایسے

عہد سلاطین چغتائی میں برائے نام دبغرض حصول مناصب دنیاوی وانعام مسلمان تو ہوگئے تھے مگر اسلام کا کوئی نمایاں حصہ انکے اعمال و اعتقادات و عادات میں ظاہر نہوا تھا۔ بلکہ اکثر رسوم دنیاوی بیاہ شادی۔ ماتم غمی میں اقوام ہنود کی رسوم پر انکا عمل رہا تھا۔

میری علم و مشاہدہ میں میرے والد مرحوم شیخ عبدالرحیم صاحب عرف شیخ رحیم بخش صاحب رئیس بٹالہ ہی پہلے شخص تھے جنہوں نے اپنی آخیر عمر میں اس قرب و جوار میں اتباع احکام شریعت اور اجتناب رسوم جاہلیت کی بنا قائم کی اور اسمیں انکو کامیابی بھی ہوئی۔ انکے عالی دماغ میں یہ خیال خوب مستحکم ہوگیا تھا کہ اتباع احکام شریعت و اجتناب از رسوم جاہلیت اسی صورت میں قائم رہے گا۔ کہ اس قوم میں دینی علوم کی تحصیل کی رسم عام طور پر جاری ہوجائے گی۔ اس خیال سے انہوں نے اپنی متعدد اولاد کی تعلیم علوم دینی میں کوشش کی جو خداتعالے کے فضل و توفیق سے اس عاجز کے حق میں بار آور ہوئی۔ اس خاکسار سے پہلے ہماری قوم میں ایک صاحب مولوی عطا محمد نامی ہوشیارپور میں گذر چکے ہیں اور ایک صاحب میرے وقت میں [illegible] مولوی عبدالحکیم صاحب ہوئے ہیں جو عالم و فاضل وغیرہ متعدد القاب سے ممتاز ہیں۔ مگر ان دونو صاحبوں کو علوم دینی کی درس و تعلیم کا اتفاق نہیں ہوا۔ یا بہت کم ہوا ہے۔ اور انکا زیادہ تر شغل سرکاری ملازمت تعلیم سکولوں و کالجوں سے رہا اور انکی ذریات میں سلسلہ تعلیم و درس علوم دینی بھی نہیں چلا۔ اور آئندہ بھی اسکی کوئی صورت امید نظر نہیں آتی ہے۔ اسی وجہ اور فکر و خیال سے یہ عاجز ابتدا سے آجتک اپنی اولاد کی تعلیم دنیاوی کے ساتھ انکی تعلیم عربی علوم دینی کے لیے ساعی رہا ہے۔ اور اب تک ہے۔ مگر افسوس ہے کہ میری سعی کا کافی اثر اب تک میری اولاد پر ظاہر نہیں ہوا۔

میری وصیت مذکورہ اور اسکی ضمن میں ترغیب مزبورہ شائع ہوئی تو میرے پانچ جوان لڑکوں پر اسکا برا اثر ظاہر ہوا۔ اور انہوں نے تحصیل علوم عربی دینی سے صاف انکار اور خلاف ورزی احکام شریعت پر اصرار اختیار کیا۔ اور میری نافرمانبرداری اور میری اطاعت سے سرکشی کی جس سے اس جائداد کو وقف کرنے کے لیے دو وجہ اور پیدا ہوگئی ہیں جو ذیل میں معروض ہیں۔

وجہ دوم۔ قرآن مجید میں صاف ارشاد ہے کہ تم اپنے مالوں کو جس کو خدا تعالیٰ نے تمہارے قیام کا ایک سبب بنایا ہے۔ بے وقوفوں (بدکاروں) کو نہ دو اسمیں انکو کھلاتے اور پہنے کو دو جب تک کہ انمیں صلاحیت و رشد نہ دیکھ لو یہ حکم ان بے وقوفوں (بدکاروں) کے مالوں کا ہے جو بذریعہ وراثت درم نقد انکی ملک میں آچکا ہو اور وہ انکے ولیوں کی حفاظت میں بطور امانت ہو۔

ولا تؤتوا السفہاء اموالکم التی جعل اللہ لکم قیاما وارزقوہم فیہا واکسوہم وقولوا لہم قولا معروفا۔ فان آنستم منہم رشدا فادفعوا الیہم اموالہم۔ (نساء ع ۱۱)

اس حکم سے اس مال کا حکم جو ہنوز انکی ملک میں نہ آیا ہو اور وہ صرف اسکے امیدوار بعد موت مورث ہوں اور انکی سفاہت درجۂ فسق سے گذر کر درجۂ کفر تک پہونچ گئی ہو۔ بطریق اولیٰ ثابت ہوتا ہے۔ جس کو اصطلاح اصول فقہ میں فحوائے خطاب کہتے ہیں۔ اور چونکہ میرے لڑکوں کی سفاہت درجۂ فسق کو کامل کرکے درجۂ کفر کو پہنچ گئی ہے جس کا بیان میرے مضمون عقائد میں ہو چکا ہے اور تحصیل علوم دینی جو رشد و ہدایت کا ایک ہی قوی اور موثر ذریعہ اور سبب ہے انکے انکار اور فسق و فجور پر سالہا سال سے انکے اصرار کرنے سے کوئی صورت انکو رشد و ہدایت کی نظر نہیں آتی لہذا میرا اپنی جائداد کو اپنی ملک سے نکال کر وقف کر دینا اور انکے فسق و فجور کے لیے کچھ نہ چھوڑنا اس آیت قرآنی کے الفاظ اور فحوائے خطاب کی پوری تعمیل ہے۔ جو لوگ اپنی اولاد کے فسق و فجور کی حالت میں انکی تملیک و توریث کے لیے اپنی جائداد چھوڑ جاتے ہیں وہ اس آیت کا صریح خلاف کرتے ہیں اور وہ اپنی عاقبت کو خیرباد اور اپنی اولاد کے دین و دنیا کو برباد کرکے دنیا سے جاتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انکے سینکڑوں ہزاروں لاکھوں روپیہ کی جائداد کو ان تھوڑے ہی دنوں میں تلف و تباہ کر دیتے ہیں۔

اسکی مثالیں ایک نہیں دو نہیں۔ ہزاروں ہیں۔ ان نظائر ہزار در ہزار اور واقعات بے شمار کو دیکھ کر اپنے لڑکوں کے حالات اور بد اطوار اور علوم دینی سے انکے جہل اور اس جہل پر انکے اصرار کو خیال میں لا کر مجھے ظن غالب قریب بیقین پیدا ہو گیا ہے۔ کہ اگر میں اپنی جائداد کو جو پچیس ہزار روپیہ سے [illegible] کی ہے۔ اپنی ملک میں چھوڑ کر مرونگا تو انکا نا معقول

ہیں جو زناکاری۔ شراب خوری میں مبتلا ہیں وہ اس مال کو تھوڑے دنوں میں رنڈی بازی
و شراب خوری میں تلف کر دینگے۔ اور جو ان آفات میں اسوقت تک مبتلا نہیں وہ اس جائداد
کو اپنی ذاتی اغراض میں صرف کرینگے۔ اور میرے چھوٹے پانچ بچوں کو اور اپنی سوتیلی والدہ
کو جو دو صغیرہ لڑکیوں کی والدہ ہے کچھ نہ دینگے۔ بلکہ وہ انکو جیتے جی سے پکڑ کر گھر سے باہر
نکال دینگے۔ چنانچہ یہ بات وہ للکار کر بارہا کہہ چکے ہیں اور انکی بدکاری و ظلم کا مظلمہ میری
گردن پر رہے گا۔ ان ظالموں اور بدکاروں کے دست برد اور ظلم کے خوف سے بچنے کو کوئی
حصہ جائداد منقولہ کا بھی پسماندگان کی توریث کیلئے نہیں چھوڑا۔ اور سب کا سب وقف
کر دینا چاہا ہے۔ اور اگر انکا کچھ بھی تعلق میری کسی حصہ جائداد سے رہیگا تو وہ اسکے ذریعہ
دخل پاکر جو چاہینگے کر ڈالینگے۔ اس صورت وقف میں نا کردہ گناہ بچوں کا حق تلف نہ ہوگا۔
انکو قائمقام انجمن اہلحدیث متولی وقف کی توسط سے اور گورنمنٹ کی مدد سے انکا حق ان کو
پہنچیگا اور اگر [illegible] ان ظالموں بدکاروں کا بھی

کوئی حق [illegible] (یعنی اس
جائداد سے نفع اٹھانا اور [illegible] جائز [illegible] کھانا پینا وغیرہ ضروریات
دنیا کو پورا کرنا) [illegible] انکو قطعاً محروم نہیں کیا۔ بلکہ انکے لیے اس مقصود کی طرف
راستہ کھول دیا ہے۔ اور [illegible] شرط وقف میں صاف کہدیا ہے کہ جو شخص میری اولاد سے
(باغی و سرکش [illegible]) [illegible] وقف کو پورا کرے وہ اس وقف سے کھانے پینے کا نفع اٹھاوے
اور اگر اس شرط کو پورا نہ کرینگے [illegible] محروم رہیں گے تو خود محروم رہینگے میرے فعل سے وہ محروم نہ ہونگے

وجہ سوم کتب فقہ و فرائض و حدیث میں صاف حکم شرعی وارد ہے کہ اگر کوئی
وارث اپنے مورث کو قتل و ہلاک کرے تو وہ اسکی وراثت سے محروم کیا جاسکے۔ یہ حکم اسلام
میں بالاتفاق مسلم ہے۔ اور [illegible] مضمون عقوق میں اسکے دلائل کا بیان ہوچکا ہے اور
میرے لڑکوں میں سے ایک نے میرے قتل و ہلاکت کا ارادہ کرکے اسکا کچھ سامان بہم پہنچانے
میں کوشش کی بھی تھی۔ جس میں وہ کامیاب نہوا۔ جس سے میرے جملہ متعلقین واقف ہیں۔ اور دو
اور جسنے بر ملا اس ارادہ کا اظہار [illegible] نے بھی سنا انکو اس ارادہ

افعال و اقوال سے مجھے ظن غالب قریب بہ یقین پیدا ہو گیا کہ میں اپنی جائداد و مال کو اپنی ملک میں رکھونگا۔ تو ایک نہ ایک دن یہ مال میری جان کا وبال ہو جائے گا۔ اس ظن قریب بہ یقین نے مجھے اس امر پر آمادہ کیا ہے کہ اپنی جائداد و مال کو وقف کر کے اپنی ملک سے نکالدوں اور خدا تعالے کی ملک میں داخل کر دوں جس سے ان ناعاقبت اندیش میرے مخفی دشمنوں کو توریث و تملیک مال کی طمع سے میرے قتل و ہلاکت کا خیال اٹھ جائے۔ اور وہ میری زندگی میں یقین کر لیں کہ اب اس کو ہلاک کرنا فضول ہے اسکی ملک میں ایک کوڑی بھی باقی نہیں ہے تو اب اسکے ہلاک کرنے سے فائدہ ہی کیا ہے۔ اور یہ فقہی خیال میرے دل میں آیا کہ جس حالت میں شارع اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قتل مورث کو موجب حرمان وراثت ٹھہرایا ہے۔ تو جس شخص کو اپنے وارث سے اپنے قتل کا قبل از وقوع یقین ہو اسکو اپنے قاتل کو ارث سے (یعنی مطلق انتفاع بمال مورث سے) محروم کرنا اس تعلیل شارع کا عین اتباع ہے۔ اور شارع کی مجوزہ علت سے اسکے معلول تک پہنچنا ہے اور یہ وہ گناہ نہیں ہے جو کسی جائز اور مستحق [illegible] یہ

قال صلی اللہ علیہ وسلم من قطع میراث وارثه قطع الله میراثه من الجنة۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۲۶۵)

خیال میں گذرتا ہے۔ اور اس شخص کو یہ جائز نہیں اور خلاف عقل و دین و حزم ہے کہ وہ باوجود علم و یقین ارادہ وارث کے اس حکم پر اثر علت مترتب ہونیکا انتظار کرے اور اس بات پر راضی ہو بیٹھے کہ اسکا وارث پہلے اسکو قتل کرے اسکے بعد وہ میراث سے محروم ہو۔ جو ایسا کرے یا اس امر کو جائز رکھے اسکو تفقہ فی الدین سے کوئی مس و تعلق نہیں ہے۔

اس حکم فقہی حدیثی اتفاقی سے میں نے اپنی تجویز وقف کا جواز نکالکر اس مضمون کو رسالہ جلد ۱۲ کے نمبر اول میں درج کر کے صرف اسکے پروف علماء و وکلاء اور اخبار ونشار میں مشتہر کیے تو دو بہنام و علم میں ہم رتبہ فاضلوں نے میرے اس استدلال پر یہ اعتراض کیا کہ ارادہ قتل مورث کو کسی نے موانع ارث سے شمار نہیں کیا۔ ان کی خدمت میں دوستانہ و برادرانہ گذارش ہے کہ میں نے بھی اس ارادہ قتل کو مانع ارث ثابت قرار نہ دیا تھا۔ بلکہ اس خیالی امر فرضی ارث کا مانع و عائق جو ہنوز

وجود میں نہیں آئی اور وہ موت مورث کے بعد حیات وارث کے فرض وجود سے
(جو ہنوز موہوم و مفروض ہے نہ یقینی ثابت) وجود اور وقوع میں آتی۔ اگر موت مورث
کے بعد انکو زندہ رہنے سے پائی جاتی۔ جسکی پوری تقریر و تفصیل مینے اب کردی ہے،
وہ حضرات اس تقریر پر غور سے نگاہ ڈالیں اور مجھے اپنی اراء سے دوبارہ آگاہ کریں۔

اس وجہ سوم پر شاید کسی کو یہہ اعتراض پیدا ہو کہ ارادہ قتل تو بعض وارثوں نے کیا
اور تمنے اس وقف کی تجویز سے سبھی وارثوں کو جنمیں پانچ معصوم و نادان بچے بھی
ہیں ارث سے محروم کردیا۔ لہذا تمپر اس گناہ کا الزام قائم ہوگا۔ جو ظاہر الفاظ حدیث
منقولہ بالا سے خیال میں آتا ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ اس وقف کی تجویز سے
اور کل جائداد کو وقف کرنے سے اس صورت میں معصوم و نادان بچوں کو ارث
سے محروم کرنا لازم آتا ہے۔ جبکہ اس جائداد کو صرف غیروں پر وقف کیا جائے۔
اور جس حالت میں یہہ جائداد اُنپر وقف کیجاوے اور جملہ مصارف و مستحقون
سے انکو مقدم کیا جاوے تو یہہ وقف ان بچوں کے لیے ایک دائمی اور ابدی جاگیر
ہے اور گویا [illegible] معنے و مقصود ارث
یعنے مال وراثت سے نفع اٹھانا اسپر پورا صادق آتا اور یہ مال اسی صورت
میں انکے لیے جاگیر ہو سکتی ہے۔ کہ اسکو وقف کیا جاوے اگر وقف نہ کیا جاویگا تو
یہہ ظالم و بدکار اسکو چند روز میں خورد بُرد کرلینگے۔ اور ان بچوں اور انکی عاجز
والدہ کی طرف سے عدالت سے چارہ جوئی کرنیوالا بھی کوئی نہ ہوگا۔ تو وہ سب
اپنے حقوق سے محروم ہو جائینگے۔ بلکہ غور کرو تو ان فاسقوں بدکار ذرکوں کو بھی
اس جاگیر سے گذارہ پانے کی راہ بھی رکھدی ہے۔ اگر وہ شرط وقف کو پورا
کرکے اس سے گذارہ لینے کے اپنے آپکو مستحق بنالیں گے اور مسلمان عالم تابع شریعت
محمدی بن جاوینگے۔

حدیث مذکورہ بالا کے ظاہر الفاظ سے جو وراثت وارثوں کے قطع کرنے پر
وعید وارد ہے تو وہ اس صورت میں ہے کہ کل جائداد غیروں کو دیدیجاوے
اور وارثوں کے لیے صورتِ گذارہ کی تجویز نہ کرکے انکو مفلس و قلاش اوروں کے
آگے دست سوال بڑھانے کو چھوڑا جاوے

چنانچہ صحیح بخاری کی حدیث میں وارد ہے کہ حضرت

عن سعد بن ابی وقاصؓ قال قلت یا رسول اللہ صلعم ان لی مالاً کثیرًا ولیس یرثنی الا ابنتی۔ افاتصدق بثلثی مالی قال لا قلت فالثلث قال الثلث والثلث کثیر انک ان ترکت ولدک اغنیاء خیر من ان تترکہم عالۃ یتکففون الناس (صحیح بخاری صـ ۹۹)

سعد بن ابی وقاصؓ نے اپنے کل مال کے دو ثلث کو پھر نصف کو غیر وارث پر خیرات کرنا چاہا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو اجازت نہ دی اور فرمایا ایک ثلث خیرات کر اور ثلث بھی بہت ہے اور پھر فرمایا اگر تو وارثوں کو غنی چھوڑ جاوے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تو ان کو محتاج چھوڑ جاوے جو لوگوں کے آگے دستِ سوال پھیلاتے پھریں۔

یہی محمل ان احادیث و آثار صحابہؓ کا ہے جن میں حبس فرائض سے نہی وارد ہے اور جو وقف یا خیرات کل ایسی صورت سے کرے جس میں اپنے وارثوں کو جو مستحقوں کو محروم کرے۔ تو وہ اس وعید قطع میراث اور حبس فرائض کا مورد نہیں ہے۔ جبکہ آفتاب جیسی روشن دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل موجود ہے کہ آپ نے ساری جائداد کو وقف کر دیا۔ جسمیں سے اپنی اہلبیت کا حق مقدم کیا۔ اور فقہاء اسلام کا وقف علے الاولاد والاقارب کو جائز رکھنا اور اسمیں بعض مال کی قید نہ لگانا اس فعل نبوی کو امت کے لیے لائق اقتدا قرار دیتا ہے۔ کیونکہ مفاہیم کتب بالاتفاق حجت ہیں گو مفاہیم نصوص میں حنفیہ و شافعیہ کا اختلاف ہے (رد المحتار حاشیہ در المختار ملاحظہ ہو)۔

تمہیدی ریمارک ختم ہوا جس سے ثابت ہو گیا کہ خاکسار کا اپنی کل جائداد کو اولاد و اقارب وغیرہ مستحقین پر وقف کرنا کافی وجوہات رکھتا ہے۔ اور وہ کسی شرعی اعتراض کا محل نہیں ہے۔

اب میں اس وقف کی شرائط بیان کرتا ہوں اور اسکے مصارف کی تعیین اور ایک ہی منصفانہ پیمانہ (جس میں نہ ایک بیٹے کو دوسرے بیٹے پر کسی قسم کی ترجیح دیگئی ہے۔ اور نہ ایک بیٹی کو دوسری بیٹی پر۔ نہ ایک زوجہ کو دوسری زوجہ پر) سے اس وقف کی تقسیم عمل میں لاتا ہوں۔ وباللہ التوفیق ومنہ الوصول الی حق الحقیق

مخفی نہ رہے میری ملکیت اور قبضہ تصرف میں جائداد غیر منقولہ سے دو مکان سکونتی۔ قیمتی تقریباً چار ہزار روپیہ (۱) حویلی قدیم۔(۲) دیوان خانہ ہیں۔ اور تیسرے مکان منہدم کی زمین ملبہ قیمت تقریباً دو سو روپیہ۔ اور چار مربعہ زمین جو اپر گوگیرہ برانچ سوئیہ چناب پر چک نمبر ۱۲۳ میں سرکار انگریزی سے عنایت ہوئی ہے۔ اس زمین کی قیمت رائج الوقت بیس ہزار روپیہ اور چار مربعہ زمین کے تعہد (حق کاشت) میں ریاست بہاولپور میں ہے۔ دو مربعہ کے قریب علاقہ ضلع خانپور میں۔ اور دو مربعہ علاقہ نوشہرہ میں۔

زمین سرکار انگریزی کے علاقہ کی آمدنی اسوقت نو سو روپیہ سالانہ ہے۔ جو ایک ٹھیکہ دار کاشتکار سے وصول ہوتی ہے۔ اور اپنے اہتمام سے کاشت کرانے پر سہ چند اور کم از کم دو چند ہوسکتی ہے۔ اور ریاست بہاولپور کے علاقہ کی زمین۔ جو عرصہ زائد از یکسال کے میرے قبضہ میں ہے۔ اس سے ابتک کچھ آمدنی نہیں ہوئی۔ جو لوگ اس زمین میں میرے شتکار و حصہ دار ہیں وہی اسکی کاشت کراتے ہیں۔ اور ابھی تک نفع و نقصان کا حساب نہیں دیتے ہیں۔ بلکہ ایک فصل کا معاملہ سرکاری مجھ سے لے چکے ہیں۔ جسکی وجہ یہ ہے کہ وہاں نگرانی کرنے والا میرا اپنا آدمی کوئی نہیں ہے۔ میں عنقریب وہاں خود پہنچکر اپنا کوئی قائممقام مقرر کرونگا۔ تو امید ہے کہ اسکی آمدنی سے بھی مجھے کچھ نہ کچھ وصول ہوگا۔ انشاء اللہ العزیز۔

دونو سکونتی مکانات کی نسبت میں صاف اور قطعی طور پر کہتا ہوں کہ وہ فی سبیل اللہ وقف ہیں۔ اسمیں سکونت کا حق میری زندگی میں مجھے ہے اور ہوگا۔ اور میرے اہل عیال کو جو حکم خدا اور رسول کے مطابق میری اطاعت میں رہکر اس مکان میں رہنا چاہیں۔ اور اس شرط کے پابند رہیں کہ وہ نماز و روزہ وغیرہ احکام اسلام کے پابند رہینگے۔ اور جو بلحاظ عمر علوم دینی کی تعلیم پانے کے لائق ہوں وہ قرآن و حدیث وغیرہ علوم دینی اور انکے مبادی و وسائل پڑھینگے اور شریعت کے گناہوں کا عملاً ارتکاب نہ کرینگے۔ جسکا ادنیٰ درجہ حقہ نوشی ہے اور جوان لڑکونکے ریش تراشی۔ اسی پر بقیہ گناہوں کو قیاس کرنا چاہیے۔

میرے پانچ جوان لڑکوں (عبد السلام۔ محمد اطہر۔ احمد حسین۔ عبد النور۔

(جو ایک والدہ سے ہیں) اور عبدالشکور نمبر ۱ (جو دوسری والدہ سے ہے) میری اطاعت سے بغاوت اختیار کی اور تعلیم دینی حاصل کرنے سے صاف انکار کر کے اور نماز وغیرہ احکام اسلام سے بعض نے عدم التزام و ترک کیا اور بعض نے صاف انکار کر کے اور حقہ نوشی سے بڑھکر منہیات شرعیہ اور بعض نے جرائم قانونی (جن کی مثلیں عدالت میں موجود ہیں) کا ارتکاب کر کے بعض نے ڈاڑھیاں صفاچٹ کرا کے بعض خشخشی کرا کے شرط مذکورہ کا خلاف کیا۔ اور وہ میرے پاس سے چلے گئے۔ اور پہلے تین اپنی والدہ کو بھی میری اجازت کے بغیر بلکہ صریح ممانعت کے ساتھ ناشزہ بنا کر اپنے پاس لے گئے ہیں۔ لہذا ان میں سے کوئی میرے مکانات میں سکونت رکھنے کا حق نہیں رکھتا۔ بجز اس حالت کے کہ وہ اپنی سرکشی اور بغاوت اور نشوز اور جرائم شرعیہ سے تائب ہو کر مسلمان اور تعلیم پانے کے لائق ہیں اور تعلیم علوم دینیہ میں مصروف ہو کر عالم باعمل ہو جاویں۔

پانچ لڑکوں کے علاوہ میری تین جوان لڑکیاں صاحب اولاد و بعض صاحب اولاد (امۃ السلام، امۃ الرشید، مریم) ہیں یہ جب تک طفل رہیں میری تربیت و تعلیم سے میری اطاعت میں رہیں۔ اور جب جوان ہوئیں۔ اور انکی شادی ہوگئی تو وہ تینوں بحکم مقولہ سعدیہ الناس علے دین ملوکھم اپنے شوہروں کے جو تینوں (کوئی دینی اختلاف کی وجہ سے کوئی دنیاوی اغراض فاسدہ کی وجہ سے) میری مخالف ہیں میری اطاعت سے خارج اور شرط وقف کے مخالف ہوگئیں۔ اور بعض انمیں سے نماز و روزہ کی پابند ہی نہیں رہیں۔ لہذا وہ تینوں اور انکے شوہر ان مکانوں میں سکونت کرنے یا ایک دن یا رات عارضی قیام کرنے کے لیے بھی مستحق نہیں ہیں۔

بالفعل ان مکانوں میں سکونت کرنے کے مستحق میرے علاوہ میری متعلقین سے قطعاً سات اشخاص ہیں اور وہ معلق و مشروط بہ شرط۔

اول میری ہمنام زوجہ (والدہ صفیہ و رقیہ) دوم اسکی لڑکی صفیہ (جو چوتھے سال عمر میں ہے) سوم اسکی لڑکی رقیہ (جسکی عمر دو سال ہے) چہارم اسکی والدہ میری خوشدامن (جو بہت ضعیف العمر ہے) پنجم میری لڑکی فاطمہ (جو گیارہ سال کی

عمر میں ہے) ششم اسکا بھائی عبدالباسط (جو تیرہ سال کی عمر کا ہے) ہفتم اسکا بھائی ابو اسحٰق (جو پندرہ سال کی عمر کا ہے) اور معلق و مشروط بشرط ایک میری وہ زوجہ ہے جو نشوز اختیار کرکے بیٹوں کے پاس چلی گئی ہے وہ ان نافرمان بیٹوں سے بیزار ہوکر میری زندگی میں میرے پاس چلی آوے تو وہ مستحق سکونت ہو سکتی ہے۔ ورنہ نہیں۔

دوسرے میری ربیبہ میری ایک سرکش لڑکے عبدالشکور کی زوجہ ہے جس کا نکاح بعد الخلع دوبارہ اس لڑکے سے میری مرضی کے برخلاف ہوا ہے۔ اس کا قیام اس گھر میں دو شرط سے مشروط ہے۔ اوّل یہ کہ اسکا شوہر سرکشی چھوڑکر اور نیک چلن ہوکر اسکو اپنے پاس نہ رکھے۔ اور اسکی خبرگیری نہ کرے۔ دوسری یہ کہ جب تک وہ بدچلن ہے وہ اُس گھر میں اسکے پاس نہ آوے۔ اور جب وہ مسلمان تائب عالم باعمل ہوکر میری شرط وقف کا پابند ہو جائیگا تو وہ اور اسکی زوجہ دونو مستحق سکونت ہونگے۔

یہ میری زندگی میں ان مکانات سے فائدہ اٹھانے کی شروط ہیں۔ اور میرے فوت ہو جانے کے بعد ان دونوں مکانات کو انجمن اہلحدیث حنفیہ وغیرہ۔ جو میری قائم مقام و متولی ہوگی بحکم مسئلہ (پنجم) فروخت کرکے اسکے بدلے دو یا ایک مکان لاہور میں یا جہاں مناسب سمجھے اور وہاں میرے پسماندگان کی تربیت و تعلیم کی نگرانی کرسکے خرید کر اسکو وقف کردیں۔ اسمیں بھی ان ہی مستحقوں کو اسی شرط مذکور پر استحقاق سکونت ہوگا۔ اور جو حصہ مکان انکی رہایش سے خالی ہو اسکو کرایہ پر دیکر اسکی آمدنی کو غلہ وقف میں شامل کیا جائیگا۔ اس تجویز فروخت میں وقف اور اسکے مستحقوں کا فائدہ یہ ہے کہ میری وفات کے بعد اتنے بڑے مکانوں کی ان پسماندگان کو رہایش کے لیے ضرورت نہیں۔ اور میرے بعد اس شہر و محلہ (پوریاں بٹالہ) میں انکی خبرگیری اور خیر خواہی کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔ میرے اقارب کالعقارب میں کوئی ایک بھی ایسا نہیں جو انکو باامن ان مکانوں میں رہنے دیگا۔ بلکہ وہ ان مکانات سے انکو باہر نکالکر انمیں اپنا بیجا تصرف کرینگے۔ اور قرآن و حدیث پڑھنے کی جگہ وہ ان مکانات میں بدکاریاں کرینگے۔

میری اس تجویز کا میری قائم مقام انجمن خلاف کریگی تو اس وقف اور اسکے مستحقوں کو سخت نقصان پہنچانے والی ہوگی۔

تیسرے مکان منہدم کی زمین وملبہ کی نسبت میں اپنی وصیت مندرجہ نمبر ۱ جلد ۱۹- رسالہ اشاعۃ السنہ میں مشتہر کرچکا ہوں۔

یہ منہدم مکان کو میری زندگی میں اسکا ملبہ (خشت وچوب) اپنے تصرف میں لاکر میری بیٹی امۃ السلام جو صاحب اولاد ہے۔ اپنے خرچ سے تعمیر کرلے۔ یہ مکان اسکے اور اسکی اولاد کے لیے وقف رہے۔ میرے کسی وارث کا حق نہوگا کہ وہ اس مکان سے اسکو بے دخل کرلے یا سکونت میں انکی مزاحمت یا شاکیت کرے۔ ہاں وہ اپنی مرضی سے جسکو چاہے یا تھہرا رکھے۔

پھر جب اسنے وہ مکان تیار کرنا چاہا تو مجھ سے دوبارہ اجازت چاہی۔ میں نے اسکی نافرمانبرداری کے کچھ آثار دیکھکر اسکو شرطی اجازت دی اور وہ شرط ایک کاغذ پر جو انکے پاس ہے لکھکر انکے حوالہ کردی اور پھر اس شرط کا خلاصہ رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ۳* جلد ۱۲ میں درج کرکے اسکی متعدد کاپیاں ان لوگوں میں اور متعدد علماء (مولوی عبداللہ صاحب مدرس آرہ۔ مولوی عبداللہ صاحب مفتی وناظم مستشار العلماء اور وکلاء (خان بہادر میاں محمد شفیع صاحب میاں فضل حسین صاحب بیرسٹر ایٹ لاء) کے پاس بھیجدیں [illegible] خلاصہ [illegible] بھیجا گیا ہے

اس رسالہ کے صفحہ ۳۳ و ۳۴ میں ہے:۔ بڑی لڑکی (امۃ السلام) نے میرے منہدم مکان اور اسکی زمین وملبہ (جسکی قیمت دوسو روپیہ قرار پائی ہے) لے کر میری اجازت مندرجہ وصیت اوّل کے مطابق اپنی زر سے تعمیر کرالیا ہے وہ اس مکان کی سکونت کا فائدہ اٹھاسکتی ہے۔ اگر میری وصیت باقی رہی اور قانون انگریزی نے منسوخ نہ کردی تو وہ مکان اسکے اور اسکی اولاد کی سکونت کے واسطے وقف ہے۔ اسمیں اسکو اور اسکی اولاد کو سکونت کا اختیار ہوگا۔ اسکو یا اسکے کسی اولاد کو بیع وہبہ ورہن کا اختیار نہ ہوگا۔ اس وقف کے واسطے بھی وہی شرط ہے کہ وہ اور اسکے متعلقین جو اس مکان میں رہیں احکام شریعت کا خلاف نہ کریں۔ اور اسمیں کسی گناہ شرعی کا (جیسے نماز، روزہ وغیرہ فرائض ترک کرنا۔ یا کسی امر معروف شرعی میں میری نافرمانبرداری کرنا۔ یا بیاہ شادی وغیرہ مواقعہ پر کسی گناہ یا رسم جاہلیت کا ارتکاب کرنا) عمداً ارتکاب اور اسپر اصرار نکریں اور اگر وہ اس شرط کا خلاف کریں تو وہ بھی نافرمانبردار ہوکر اس مکان سے سکونت کا فائدہ اٹھانے سے

* یہ نمبر عام لوگوں میں شائع نہیں ہوئے عام لوگوں میں جو جلد ۱۲ شائع ہوئی ہے اسمیں یہ نمبر بدلے گئے ہیں۔

محروم کیے جاویں۔ اس صورت میں مکان کی رائج الوقت قیمت تشخیص کراکے اس میں دو سو روپیہ قیمت زمین وملبہ وضع کرکے باقی روپیہ اسکو دیا جاوے۔ اور اس مکان سے علیحدہ کیا جاوے۔ اور اگر وہ بلا ارتکاب شرط مذکور اپنی خوشی ومرضی سے اس مکان کو خود چھوڑنا چاہے تو اس صورت میں بھی قیمت رائج الوقت تشخیص کراکے اسمیں سے دو سو روپیہ قیمت زمین وملبہ وضع کرکے باقی روپیہ اس کو دیا جاوے۔

یہ بات تعمیر مکان سے پہلے انکو کہی گئی تھی۔ اور ایک کاپی پر جو ان کے پاس ہے لکھکر دی گئی تھی۔ اس خاکسار کا رکا اپنے سبھی متعلقوں کے ساتھ لڑکے ہوں یا لڑکیاں۔ ازواج ہوں یا انکی اولاد ایک ہی اصول پر عمل ہے۔ کہ وہ میرے گھر میں اور میرے مال میں خدا کا کوئی گناہ عمداً نکریں اور اسپر مصر نہ ہیں۔ اور اگر میری وصیت کو قانون نے توڑ دیا۔ اور میری جائداد لائق تقسیم قرار پائی تو پھر اگر میری جائداد میں سے اس لڑکی کا حصہ دو سو روپیہ سے زیادہ نکلا تو باقی بقدر زائد اسکو دیا جاوے۔ اور اگر دو سو روپیہ سے کم نکلا تو قدر فاضل واپس لیا جاوے۔ اور باقی وارثوں پر تقسیم کیا جاوے۔

پھر جب امتہ السلام باتباع شوہر اور اپنے چھوٹے بھائی عبدالسلام کے (جو اسکا سمدھی بھی ہے (عبدالسلام کی بیٹی سے اسکے بیٹے کی نسبت کتخدائی ہوئی ہے) اور اسوجہ سے جیسا کہ لڑکوں میں اول درجہ کا میرا نافرمان بردار ومتکبر وسرکش وہ لڑکا ہے ویسے ہی لڑکیوں میں اول درجہ کی نافرمان بردار سرکش ومتکبر وہ لڑکی ہے) میری اطاعت سے زیادہ سرکش ہوگئی اور میری شرط وقف ہی اسکے گھر میں پوری مخالفت ہونے لگی۔ اسکے گھر میں نماز برائے نام رہ گئی ہے نہ اس کا شوہر التزام کے ساتھ نماز پڑھتا ہے نہ جوان بیٹیاں اور بیٹا اور نہ نواسہ۔ بلکہ داماد ڈاڑھی صفاچٹ کراکے اسکے گھر میں آتا اور ٹھہرتا ہے۔ اور نمازوں کے وقت بے نمازوں میں بیٹھا رہتا ہے۔ اور نماز نہیں پڑھتا جس سے مجھے اسقدر رنج آتا ہے۔ جس کو میں ظاہر نہیں کرسکتا اور حقہ نوشی کے علاوہ اس گھر میں افیون خوری کا سلسلہ بھی جاری ہے

اور جو مکان اسنے تعمیر کیا ہے اسکو اسنے اپنی ملک بنا لیا ہے وقف نہیں رہنے دیا۔ اس مخالفت شرط
کی وجہ سے میں نے جب اہل اسلام سے حسب اقرار و اوامر مذکورہ بالا زمین اور ملبہ کی قیمت دو سو روپیہ واپس لینا یا اسکی
تاؤ لاگت کا روپیہ لیکے اسکو مکان سے علیحدہ کرنا چاہا تو اسنے زمین و ملبہ کا واپس دینا منظور کر لیا۔ اور زمین مجھے
واپس دیدیا۔ پھر اسکے شوہر نے اس زمین و ملبہ کو بقیمت ڈیڑھ سو روپیہ مجھ سے خرید لیا۔ اور کچھ روپیہ اسی
وقت دی بھی دیا۔ اور باقی کے ادا کا وعدہ عرصہ چھ ماہ تک کیا اور وصول شدہ روپیہ کی رسید اپنی مجھ سے
لکھوا لیں۔ جن میں میرا وعدہ درج کرا لیا کہ باقی ماندہ رقم وصول کرکے میں اس زمین و ملبہ کے بیع کی
رجسٹری اسکے نام کرا دونگا۔

باقی روپیہ ادا کرنے کا وعدہ تو چھ مہینے کا تھا۔ اور عرصہ ایکسال سے زیادہ گزر گیا ہے۔ اب بھی وہ
وعدہ پر وعدہ کرکے ٹلاتا ہے۔ اور لوگوں میں یہ کہتا ہے کہ اس مکان کا ملبہ اور زمین وہ بیٹی کو ہبہ
کر چکے ہیں۔ لہذا اب وہ اسکا معاوضہ مجھ سے نہیں لے سکتے۔ جن برادری کے لوگوں نے میرا اور
اسکا یہ معاملہ کرایا تھا۔ وہ بھی اسکو سمجھا چکے ہیں پر وہ نہیں سمجھتا لہذا میرا ایمانی اور مذہبی فرض ہے
کہ اگر وہ روپیہ باقی ماندہ ادا نہ کرے۔ تو میں اس وقف مال کو اس ظالم و غاصب سے چھڑاؤں اور
اس مال وقف کو کسی اور مد وقف میں لگاؤں [illegible] اور اگر وہ عدالت میں عذر
دائر کرنے کے بغیر اسکو نہ چھوڑے۔ تو عدالت کے ذریعہ اس سے اس مال کو چھڑاؤں میری طرف
سے یہ قطعی فیصلہ ہو چکا ہے۔ ہاں علماء دین کو اسمیں کچھ اعتراض ہو تو وہ مجھ کو اس سے اطلاع
دیں جب اسپر عمل کرونگا۔ انشاء اللہ تعالے۔

بالفعل زمین ریتی کے حق کاشت تہہ کو جو تا نوتا ایک تقوم شرعی ہے بحکم مسئلہ چہارم وقف کرتا ہوں جب وہ زمین میری★
ملک میں آجائیگی تو اسوقت اصل زمین کو وقف کرونگا۔ سرکار انگریزی کا عطیہ زمین تو امید ہے کہ
اپنے خلاصہ عمر کو میری ملک میں آجائیگی۔ اور عطیہ ریاست بہاولپور۔ جب مولوی عبد الملک صاحب
افسر مال اور مولوی رحیم بخش خانصاحب بقابہ پریذیڈنٹ کونسل کی نظر توجہ ہوگی۔ افسر مال
صاحب کا پانسو بیگہ اور نہری زمین عطا کرنیکا بھی وعدہ ہے۔ وہ وعدہ پورا ہوا تو میں اس
زمین کو بھی اسی وقف میں شامل کر دونگا۔ انشاء اللہ تعالے۔

حق کاشت [illegible] کی آمدنی کی تقسیم میں اپنی فرمانبردار عیال میں اس ایک ہی منصفانہ طریقے لگاؤ
بیان سے (جسکا واجب العمل ولازم ہونا مسئلہ سوم میں بیان ہوا) کرتا ہوں۔ کہ ان [illegible]

★ شیخ عنایت اللہ [illegible] اپیل نوٹس لائل پور [illegible] بھی مطابق قانون ہر یہ حق بیع بھی
بھی ہو سکتا ہے اور ہبہ بھی شرع کی اصطلاح کے رو سے اسکو قابل ہبہ کہا جاتا ہے اور یہ فقہا کے نزدیک لائق

یا آٹھ یا نو اشخاص کو خرچ خوراک فی کس پانچ روپیہ ماہوار کے حساب سے (اگر سات ہوں) ۳۵
دیا (اگر آٹھ ہوں) تو ۴۰ روپیہ (اگر نو ہوں) ۴۵ روپیہ اور خرچ لباس وغیرہ ضروریات فی کس ۱۲
روپیہ سالانہ کے حساب سے (اگر سات ہوں) تو ۸۴ روپیہ (اگر آٹھ ہوں تو ۹۶ روپیہ اگر نو ہوں
تو ۱۰۸ روپیہ) اور تعلیم کا خرچ علاوہ بریں سرکاری سکولوں میں تعلیم پاویں تو انکی فیس اور کتابوں کا
خرچ معمولی دیا جاوے اور اگر وہ انجمن حمایت اسلام یا ندوہ کے مدرسے میں داخل کیے جاویں تو فی کس ...
روپیہ کی شرح سے یا جو ادنیٰ درجہ ہو انکو دیئے جاویں۔ یہ خرچ ان بچوں کے طالب علمی میں ہے۔ اور جو انمیں عالم باعمل ہو جاوے
اسکا اور اسکی زوج کا خرچ ماہوار اس سے المضاعف فی کس ماہوار ۱۰ روپیہ اور میاں بیوی دونو کو ۲۰ روپیہ
اور خرچ لباس وغیرہ سالانہ فی کس ۲۴ روپیہ اور انکی اولاد کا (اگر خدا عطا کرے) حالت تعلیمی میں فی کس ...
روپیہ اور عالم ہو جانے کے بعد ۲۰ روپیہ انکی شادیوں کا خرچ لڑکا ہو یا لڑکی بحالت طالب علمی دو سو
اور بحالت عالم ہو جانے کے تین سو روپیہ۔ معمولی خرچ خوراک و پوشاک کی تقسیم ہے۔ غیر معمولی خرچ بقدر ضرورت ... صاحب ...
... اسی شرح سے میرا اور میری زندگی میں میری زوجہ حلیمہ کا خرچ خوراک ماہوار دس دس روپیہ اور خرچ پوشاک وغیرہ سالانہ بیس بیس روپیہ
غیر معمولی حسب ضرورت وقتاً اس تقسیم کی رو سے سالانہ خرچ آٹھ اشخاص کا سات مذکورہ بالا اور خاکسار کا سات سو روپیہ ہوگا
ہیں اور متعلق مشروط دو اشخاص ... زوجہ ... سات ... روپیہ سالانہ ہوتے
ہیں۔ باقی ایک سو تیرہ روپیہ بچت ہے۔ اس آمدنی کی بچت موجودہ مقررہ آمدنی اراضی علاقہ سرکار انگریزی کی
ہے۔ ریاست بہاولپور کی اراضی سے جو آمدنی ہوگی وہ علاوہ بریں غلہ وقف میں جمع رہیگی اس بچت
سے وقتاً فوقتاً حسب ضرورت بٹالہ کی مسجد اہلحدیث اور علاقہ تبت کے موضع غوالی۔ یوگو و کریس کے
مدارس تنخیاں اہلحدیث میں حسب ضرورت صرف کیا جاوے۔ اُن سے کچھ بچے تو بدرجہ دوم مدرسہ حدیث
مولوی عبد المنان صاحب وزیرآبادی کو۔ اس سے کچھ بچے تو وہ بدرجہ سوم انجمن اہلحدیث کی رائے
سے جہاں ضرورت ہووے صرف ہو۔ اس سکیم توسیع کو صرف خیالی نہ سمجھا جاوے عطیہ ریاست
بہاولپور کی آمدنی میں خدا تعالیٰ برکت دے تو ان سب مدارس کو وہی کافی مدد مل سکتی ہے۔ ان مصارف
اور ان مستحقوں پر اس وقف کی آمدنی سے اس وقت کچھ صرف کیا جاویگا۔ جبکہ اس وقف اراضی کو قائم
رکھنے کے لیے (بحکم مسئلہ ششم) جو روپیہ خرچ کیا جاویگا وہ پہلے اس آمدنی سے نکالا جاویگا۔ وہ

ف ۱ آٹھ زوجہ [illegible] کے شامل ہونے سے اگر وہ [illegible] چھوڑ کر میری زندگی میں میرے پاس آتی ہے۔ اور عبد الشکور
کی [illegible] شامل ہونے سے اگر عبد الشکور اسکی خبرگیری نہ کرے اور وہ [illegible] علیحدہ ہو کر میرے گھر میں [illegible]
پاس رہنا چاہے۔ ف ۲ دوسری [illegible] کو اسلیے نہیں شامل کیا گیا کہ اسکی امید نہیں [illegible] علاقہ کا خرچ بھی انکی [illegible]

بائیس سو روپیہ کے قریب ہے۔ جو اس زمین کی قیمت میں سرکار کو قرض اٹھا کر دیا جاویگا۔ جسکے پانچ سال (غالباً ۱۹۱۱ء تک) وضع کرنیکی ضرورت ہو۔ اس روپیہ کے ادا ہو جانے کے بعد (جو غالباً دو سال میں ہو جائیگا) اسکی آمدنی کے مصارف مذکورہ پر سات سو روپیہ صرف ہو جانے کے بعد جو دو سو روپیہ سالانہ کی بچت رکھائی گئی ہے۔ وہ گورنمنٹ کی نگاہ میں اس وقف کے عام خیراتی وقف ہونے کے لیے کافی ہے۔ فقہاء اسلام نے تو اس صورت وقف کو کہ وقف کنندہ ساری آمدنی وقف کو اپنے وارثوں کے لیے مخصوص کردے۔ صرف اس وجہ سے کہ وہ انکی موت کے بعد تو وہ وقف الی الفقراء ہو جائیگا۔ وقف شرعی قرار دیا ہے۔ اور وقف مجوزہ خاکسار میں تو دو سو روپیہ سالانہ دم نقد اور شخصوں کے لیے موجود ہے۔ پھر اس وقف کے وقف شرعی تسلیم کرنے میں گورنمنٹ کو تامل کرنے کی کوئی وجہ نہیں پایا۔ اس موجودہ دم نقد بچت کے مقابلے میں اگر یہ موہوم خیال ہو کہ نا فرمانبرداروں کو نہیں ہو دو یا تین اس شرط وقف (عالم باعمل ہونے) ہونیکو پورا کرکے اس بچت روپیہ کا بھی وہ مستحق ہو جائینگے۔ اور غیروں کے لیے کچھ نہ بچیگا تو اسکے مقابلہ میں یہ بھی خیال کرنا چاہیے کہ ان شخصوں کے عالم باعمل ہونے تک موجودہ شخصوں سے خصوصاً وہ وقف کنندہ جو اپنی عمر کے آخری حصے (عشرہ ہشتم) کو پہنچا ہوا ہے فوت نہ ہوگا اور اپنی جگہ خالی نہ [illegible] اور شرط وقف کو پورا کرکے مستحق خرچ ہو جاینگے۔ اور کوئی بھی انہیں سے اپنی جگہ خالی نکریگا تو اس شرح ماہوار کو گھٹا کر بچت نکالنے کا متولی کو اختیار رہوگا۔ جیسے عول کی صورت میں کیا جاتا ہے۔ اور اگر کسی نے بھی اپنی جگہ خالی کی تو میرے فقہائے کی وہ وجہ اور دلیل کہ جب کوئی فوت ہوگا تو تب ہی اسکا حصہ فقراء کو پہنچیگا اس وقف کو وقف شرعی بنانے کے لیے کافی ہوگی۔ اور خیال کرنا چاہیے کہ کیا اسوقت تک اس وقف کی آمدنی میں کچھ اضافہ نہ ہوگا۔ خصوصاً۔ اراضی ریاست بہاولپور کی اوس زمین سے جو کہ خاکسار کے تعہد میں ہے یا جسکے عطا ہونیکا وعدہ ہے)۔ حاصل کلام یہ ہے کہ موجودہ آمدنی موجودہ کو ارثی مستحقوں اور مصارف وقف سے زیادہ ہے لہذا اسی وقف خیراتی ہونے میں تامل کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

اور میری جائداد منقولہ سے زیادہ قیمت کی کتابیں ہیں۔ و بس انکے سوا بہت قلیل۔ آٹھ دس چارپائیاں یا۔ چار فرشی چوکیاں۔ ظروف بھی بہت تھوڑے جنکی قیمت دس پندرہ روپیہ کی بھی نہیں ہوگی۔ تین صندوق۔ تین الماریاں۔ پارچات پوشیدنی بہت کم۔ چار جوڑی تابت کیلیے میرے گھر میں نکلینگے کچھ بھی نہیں۔ نقد وہی ہوتا ہے جو میری جیب میں رہتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ ایک ہزار روپیہ میرے پاس آ گیا تو وہ دو تین مہینہ سے زیادہ میرے پاس نہیں رہا۔ میری موت کے بعد کوئی گمان نہ کرے کہ میں نے کچھ

[illegible]

نقد گھر میں چھوڑا۔ اس شرط سے کہ (جو میری جائداد لو ہی بحکم مسئلہ چہارم پیکر رسالہ اشاعۃ السنہ میں فی سبیل اللہ وقف کرتا ہوں۔ جب تک میں زندہ ہوں میری تولیت و تصرف میں رہیگی۔ میرے بعد اگر میری اولاد میں کوئی عالم با عمل ہوا۔ تو اسکی تولیت و تصرف میں رہیں۔ ورنہ حسب صوابدید انجمن اہل حدیث کسی درسگاہ یا مکتب میں بھیجی جاویں جن کے مدارس اہلحدیث میں کتب حدیث کی ضرورت ہو تو وہ اوروں پر مقدم ہیں۔ میری جائداد کے وقف کا بیان پورا ہوا جیسا (کہ) ایک حصہ کہ جو شروع مضمون میں بیان ہوا ہے مطابق عمل ہوا۔ اب آخر میں میں گورنمنٹ کی حضور میں مؤدبانہ التماس کرتا ہوں کہ میرے اس وقف کو وقف شرعی تسلیم کرکے اسکے نفاذ کا حکم صادر فرماوے تاکہ میری زندگی کے بعد وارثوں کو جھگڑا اٹھانے کی گنجائش باقی نہ رہے۔ اور تمام مسلمانوں کے لیے اپنی نالائق اولاد کی دست برد سے اپنی جائداد کو بچانے اور سنبھالنے اور انکو قائم و بحال رکھنے کی صورت شرعی و قانونی پیدا ہو جاوے جس سے تمام مسلمان گورنمنٹ کے کمال ممنون ہونگے اور اسکے نیو پالیسی کے شکر گزار ہونگے۔ الراقم ابو سعید محمد حسین

مستشار العلماء لاہور۔ ندوۃ العلماء لکھنؤ وغیرہ اسلامی علماء اہل افتاء سے سوال نمبر ۲ وغیرہ جلد ۲۲ رسالہ اشاعۃ السنہ کے مضمون وقف علی الاولاد والاقارب میں جو کچھ لکھا گیا ہے یہ قرآن و حدیث و فقہ مذہب حنفی کے مطابق ہے یا نہیں۔ سوال دوم۔ اس مسئلہ فقہی و حدیثی کے مطابق جو ایک خاص صورت [illegible] سائل نے اپنی وقف کی [illegible] کے متعلق بیان کی ہے۔ اس میں علماء اہل افتاء کو کوئی شرعی اعتراض تو نہیں۔ اسلامی وکیلوں بیرسٹروں سے سوال نفس مسئلہ وقف علی الاولاد میں اور خاص اس صورت میں جو سائل نے بیان کی ہے۔ کوئی قانونی اعتراض تو نہیں۔

السائل ابو سعید محمد حسین۔ ایڈیٹر اشاعۃ السنہ لاہور

* رسالہ اشاعۃ السنہ کو مستثنیٰ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کا جاری رہنا اور رسالہ مستقل ہونا میری ذات سے وابستہ ہے۔ بذات خود یہ کوئی مستقل چیز نہیں ہے۔ جاری رہا تو بڑا قیمتی ہے ورنہ کچھ بھی نہیں۔ میری زندگی میں اس کا نفع و نقصان میری ذات سے اس کے اجرا میں خرچ و محسوب ہوگا۔ میرے بعد اگر میری اولاد میں اسکو جاری رکھنے والا کوئی نکلا تو وہ اسکا مستحق ہوگا ورنہ میری قائم مقام انجمن متولی وقف اسکی مستحق ہوگی۔ ہاں جو اسکی پچھلی جلدیں جلد کرا کے میں نے اپنی کتب میں شامل کردی ہیں وہ اور کتب کی طرح وقف میں ہیں۔

(اسلامیہ پریس لاہور میں چھپا)

عقوق

ہر کس از دست غیر نالہ کند + (احقر) از دست خویشتن فریاد سعدی

قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ اے ایمان والو۔ تمہاری بعض بی بیاں۔

> یا ایہا الذین اٰمنوا ان من ازواجکم واولادکم عدوًا لکم فاحذروھم وان تعفوا وتصفحوا وتغفروا فان اللہ غفور رحیم۔ انما اموالکم واولادکم فتنہ۔ واللہ عندہ اجر عظیم۔ (سورہ تغابن ع ۲)

(ازواج) اور بعض اولاد تمہارے دشمن ہیں۔ ان سے بچتے رہو۔ اور اگر (اس دشمنی کو) معاف کرو اور (ان سے) درگذر کرو اور انکو بخشو تو خدا تعالیٰ (بھی تمہارے گناہ) معاف کرنے والا اور تیرا رحم کرنے والا ہے (مگر اس معافی اور درگذری میں تمکو یہ لحاظ رہے) کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد (تمہاری) آزمائش (کا محل) ہیں اور (تم ان سے درگذر کرو اور انکو معافی دو تو ایسے طور پر دو کہ تمہارے لیے) خدا تعالیٰ کے پاس بڑا ثواب ہے [illegible] اس میں تم گنہگار ہو جاؤ۔ اور معصیت کے مددگار رہو۔ مثلاً وہ گناہ کریں اور تم مال سے یا جان سے انکو مدد دو۔ یا اس گناہ پر تم ان سے خوش رہو۔ بالجملہ تم اپنا حق انکو چھوڑ دو خدا تعالیٰ کا حق نہ چھوڑو اور نہ چھوڑنے پر ان سے راضی رہو۔

ان آیات میں صاف اور قطعی افادہ فرمایا ہے۔ کہ اولاد و ازواج میں ایسے بھی ہوتے ہیں جو باوجود تعلق نسب و رشتہ ازدواج اہل ایمان سے انکا تعلق قطع ہو جاتا ہے۔ اور وہ دشمن کہلاتے ہیں۔ اس دشمنی کے کئی مراتب و درجات ہیں جنمیں سے بعض سے عفو کا ارشاد ان ہی آیات میں ہوا ہے۔ اور جو قابل عفو نہیں ان سے ان ہی آیات کے آخیر میں روکا بھی گیا ہے۔ ناقابل عفو دشمنی سے ایک تو اختلاف دین ہے۔ دوسرا قتل مورث۔ مورث مسلمان ہو۔ اور وارث اسلام کا معتقد نہو۔ یا بعد قبول اسلام سے مرتد ہو جائے تو وہ اس کا وارث نہیں رہتا۔ اور اگر وہ اسکو قتل کر ڈالے تب بھی محروم الارث ہو جاتا ہے۔

یہ دونو مسائل جملہ مذاہب اسلام میں اتفاقی مسئلے چلے آتے ہیں۔ اور قرآن و

حدیث انکی صحت میں شاہد ناطق ہیں۔

فرائض سراجی میں ہے۔ دوسرا مانع ارث وہ قتل ہے۔ جس پر قصاص یا کفارہ لازم ہو۔

والثانی القتل الذی یتعلق به وجوب القصاص او الکفارة۔ والثالث اختلاف الدینین فلا یرث الکافر من المسلم اجماعًا (شریفیہ وسراجی مطبوعہ مصطفائی صفحہ ۱۲و ۱۷)

تیسرا مانع اختلاف دین ہے لہذا کافر مسلمان کا وارث نہوگا۔ اور اسپر اجماع ہے۔

اور حدیث میں ہے۔ دو مذہب مختلف کے لوگ آپس میں وارث نہونگے

عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلعم لا یتوارث اھل ملتین شتی رواہ ابوداؤد وابن ماجۃ۔

وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم القاتل لا یرث رواہ الترمذی وابن ماجۃ (مشکوٰۃ)

اور یہ بھی ارشاد ہے۔ قاتل مقتول کا وارث نہ ہوگا۔

رہا یہ امر کہ کفر وارتداد کن کن اقوال و اعمال واعتقادات سے ثابت ہوجاتا ہے سو یہ بھی ایک طے شدہ امر ہے ہمارے ہی رسالہ اشاعۃ السنۃ جلد ۱۱ کے نمبر ۱۱ و نمبر ۱۲ میں مضمون کفر و کافر، اور اس جلد ۲۲ کے پہلے نمبر میں مضمون گریجویٹ مسلمان اور اسلام کو ملاحظہ کرنے سے ناظرین کو یقین ہوگا کہ اہل سنت و جماعت کے قرار داد موافق ہر ایک فعل معصیت کا ارتکاب یا ہر فعل الطاعت کا ترک کرنا موجب کفر وارتداد نہیں ہوتا۔ بلکہ قطعی احکام قابل الطاعت سے انکار اور نیز مشتہر اور قطعی معصیت کا استحسان اور انکا استخفاف موجب کفر وارتداد ہوتے ہیں کیونکہ ان دونو (انکار و استخفاف) میں دین اسلام کی تکذیب پائی جاتی ہے۔ اس مسئلہ کی صحت پر بھی قرآن وحدیث شاہد ناطق ہیں۔ جن کا ذکر ہمارے مضامین مذکورہ بالا میں ہوچکا ہے۔

اسمقام میں ایک کتاب علم عقائد کی عبارت نقل کی جاتی ہے۔ **فقہ اکبر** میں کہا ہے۔

استحلال المعصیة صغیرة کانت او کبیرة کفر اذا ثبت کونها معصیة بدلالة قطعیة وکذا الاستهانة بها کفر

گناہ کو (چھوٹا ہو خواہ بڑا) حلال جاننا کفر ہے۔ جبکہ اس کا گناہ ہونا دلیل قطعی سے معلوم ہوجائے۔ ایسا ہی گناہ کو ہلکا

بان یعدھا ھینۃ سھلۃ وارتکبھا
من غیر مبالاۃ ویجریھا مجری
المباحات فی ارتکابھا وکذا الاستھزاء
علی الشریعۃ الغراء کفر لان ذلک
من امارۃ تکذیب الانبیاء قال
ابن الھمام وبالجملۃ فقد ضم الی تحقق
الایمان اثبات امور الاخلال بھا
اخلال بالایمان اتفاقا کترک السجود
للصنم وقتل نبی والاستخفاف بہ او
بالمصحف او بالکعبۃ وکذا مخالفۃ
ما اجمع علیه وانکارہ بعد العلم بہ
یعنی من امور الدین فان من انکر
وجوبا تما او شیئا [illegible] قاله ابن
الھمام وقد کفر الحنفیۃ من واظب علی
ترک سنۃ استخفافا بھا بسبب انھا
فعلھا النبی زیادۃ او استقباحھا کمن
استقبحھا من اخر جعل بعض العمامۃ
تحت حلقه او احفاء شاربه قلت
وقد روی ان ابا یوسف رح ذکر انه
علیه السلام کان یحب الدباء فقال
رجل انا ما احبھا فحکم بارتدادہ وعلی
ھذا الاصل تتفرع الفروع التی ذکر فی
الفتاوی الی ان ذکر مسائل عن الفتاوی
من صفحه ۱۲۱ - الی صفحه ۱۲۶ - ثم قال
کذا نوی الکفر فی الاستقبال کفر

جاننا اور بے پروائی سے اس کا مرتکب
ہونا۔ اور اسکو مباح کیطرح سمجھنا اور شریعت
کے احکام کو ٹھٹھا کرنا کفر ہے۔ کیونکہ اسمیں
انبیاء کی تکذیب پائی جاتی ہے۔ شیخ
ابن الہمام نے کہا ہے کہ حاصل کلام یہ ہے
کہ باتفاق علماء کسی کا ایمان ثابت ہونے
کے لیے ایسے امور کا اسمیں پایا جانا اور
ثابت ہونا ضروری ہے۔ جنکے خلل سے
ایمان میں خلل واقع ہوتا ہے۔ جیسے
بت کے آگے سجدہ کرنا اور نبی کو قتل کرنے یا اسکی
یا قرآن کی یا کعبہ کی اہانت کرنے کو ترک کرنا
اور ان امور سے بچنا ضروری ہے۔ اور
اسکا [illegible] (قتل نبی و توہین
کعبہ) کفر ہے۔ ایسا ہی اسلامی اجماعی
مسائل و امور کی مخالفت دیدہ دانستہ
کفر ہے۔ اس سے وہ امور اجماعی مراد ہیں
جو داخل و متعلق دین ہیں۔ کیونکہ جو امور
داخل دین نہوں۔ جیسے حاتم طائی کی سخاوت
یا حضرت علی رض کی شجاعت ایسے امور سے
انکار کفر نہیں۔ شیخ ابن الہمام نے کہا ہے
کہ حنفیہ نے اس شخص کو کافر کہا ہے۔ جو
ہمیشہ سنت کو ہلکا جانکر ترک کرے یا
اسکو برا سمجھے۔ جیسے عمامہ کا شملہ رکھنے
کو یا لبوں کے بال کٹوانے کو برا جاننا۔
امام یوسف [illegible] ت ہے کہ انہوں نے

فی الحال صت ۱۴۷-
(المنح الازھر شرح فقہ الاکبر)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کدو کو پسند کرنا بیان کیا تو ایک شخص نے کہا کہ مجھے تو کدو پسند نہیں (اسپر) امام ابو یوسف نے اس شخص پر مرتد ہو جانے کا حکم فوراً لگا دیا۔ اسی قاعدہ پر کہ احکام دین کی اہانت کفر ہے۔ بہت سے فروعات مبنی ہیں جنپر کتب فتاوے میں حکم کفر لگایا گیا ہے۔ ان فروعات کی تفصیل شرح اکبر کے صت ۱۲ سے صت ۱۴۶ تک ہوئی ہے۔ پھر صت ۱۴۷ میں کہا ہے کہ جو شخص آئندہ کافر ہو جانے کا ارادہ ظاہر کرے وہ فی الحال کافر ہو جاتا ہے "

اہل دنیا کے اکثر اشخاص کی اولاد و ازواج ان دونو قسم کی دشمنی اپنے والدین سے کرتے ہیں۔ وہ اس دشمنی کو محسوس نہیں کرتے انکو دوست سمجھتے رہتے ہیں۔ ہم انکی فہمایش کے لیے کسی قدر تفصیل بطور تمثیل عمل میں لاتے ہیں۔ اکثر اشخاص جب ازواج و اولاد کے طالب ہوتے ہیں اور نکاح کی تجویز و سامان کرنے لگتے ہیں۔ تو خدا تعالے کے گناہ جوق جوق انکا استقبال کرتے ہیں۔ اور انکے گھروں پر ڈیرے لگا لیتے ہیں سودی روپیہ قرض اٹھا کر اس سے ناچ رنگ کی تیاری آتشبازی کی خریداری دہوم دہام کی برات فخر و نمائش کی دعوت وغیرہ اسباب معاصی بہم پہنچائے جاتے ہیں۔ بیوی گھر میں آئی اور پسند خاطر ہوئی تو پھر جو کچھ وہ چاہتی ہے۔ سو میاں سے گناہ کے کام کرا لیتی ہے۔ اولاد پیدا ہوئی تو گناہونکی آؤ بھگت ہونے لگی۔ آج کیا ہے چھٹی (عقیقہ) ہے جس میں برات نکالی جاتی ہے۔ انگریزی باجہ ساتھ ہے۔ ناچ ہو رہے ہیں۔ کل کو سنت (ختنہ) ہے مگر اس سنت کے ساتھ ناچ کی معصیت بھی شامل ہے۔ لڑکے کی بسم اللہ شروع ہوئی اسمیں بھی رنڈی کا ناچ ہی۔ رات کو آتشبازی ضرور ہوتی ہے۔ اکثر دنیا دار اور بعض دیندار لوگ (مگر احمق اور بے علم) مسلمان ایسے بھی ہوتے ہیں کہ وہ بذات خود نماز روزہ وغیرہ فرائض اسلام کے پابند ہوتے ہیں۔ اور محرمات و منہیات شرعیہ کو برا سمجھتے ہیں اور ان سے اجتناب رکھتے ہیں اور بذات خود انکے ارتکاب کو پسند نہیں کرتے مگر بیاہ شادی کے موقعہ پر وہ اپنی ازواج و اولاد سے دیگر سبھی جرائم کے ارتکاب پر سکوت اختیار کر لیتے۔ اور یہ کہتے ہیں کہ ہم تو ان سب واہیات کو پسند نہیں کرتے مگر کیا کیا جائے

[illegible] ۔ اور یہ [illegible]
[illegible] مانند مسلمانی [illegible]

ستورات نہیں مانتیں۔ لڑکا یہ کہتا ہے کہ اگر میری شادی پر ناچ نہو گا تو میں نکاح ہی نکرونگا۔ اور آخر انکے مال سے انکی اجازت سے سب ہی منکرات کا سامان مہیّا کیا جاتا ہے۔ گو بعض لوگ خود ان مجالس منکرہ اور افعال قبیحہ میں شریک نہیں ہوتے مگر جو کچھہ ہوتا ہے ان ہی کے روپیہ سے ہوتا ہے اور انکی اجازت سے۔ باپ چہرہ پر ڈاڑھی رکھتا ہے۔ اور اسکو منڈوانا کبھی جائز نہیں رکھتا۔ مگر اسکا بیٹا برابر چہرہ پر استرہ پھرواتا اور ڈاڑھی صفاچٹ کرواتا ہے۔ پھر بھی والد کو اسپر غصہ نہیں آتا۔ اور وہ اس کو اپنے گھر سے نہیں نکالتا۔ والد پانچوقت نماز پڑھتا ہے۔ زکوٰۃ دیتا ہے۔ کعبہ کا حج بھی کر آیا ہے۔ مگر بیٹا نماز کا نام تک نہیں لیتا۔ شراب پیتا ہے۔ رنڈی بازی کرتا ہے۔ پھر وہ والد کے گھر میں آجاتا ہے۔ اور جو چاہتا ہے۔ گھر سے لے جاتا ہے۔ اسپر بھی والد اس کو گھر میں آنے سے نہیں روکتا۔ اور نہ اپنے مال میں اس کو تصرف بیجا کرنے سے مانع ہوتا ہے۔ بلکہ یہ کہتا ہے کہ میرا مال اولاد ہی کے واسطے ہے۔ میری زندگی میں بھی یہی مالک ہیں۔ میرے مرنے کے بعد بھی یہی مالک ہونگے۔ والد نے اگر کسی گناہ [illegible] تو پھر والدہ اس روک کو اٹھا دیتی ہے اور بیٹا جو مانگے وہ دیدیتی ہے۔ پھر اس کے حکم کو والد بھی نہیں ٹلا سکتا۔

یہ فرضی وخیالی مثالیں نہیں۔ بلکہ چشم دید مشاہدات ہیں جو بہت سے وضیع گھروں اور شریف ورفیع خاندانوں کو تباہ کر چکی ہیں۔ یہ نادان وبے علم مسلمانوں کا ہی حال و ذکر نہیں۔ بعض ازواج واولاد اپنے پڑھے لکھے متعلقین داناؤں کو بھی نادان بنا دیتے ہیں۔

اس زمانہ کے بڑے دانائی اور ظاہری وباطنی علوم میں امامت کے مدعی مہاراج کرشن قادیانی (علیہ ما یستحقہ) کا حال سنو کہ ایک فرضی وخیالی زوجہ (محمدی بیگم دختر مرزا احمد بیگ ساکن پٹی کی محبت آپ کے دلمیں سمائی تو آپنے اُسکے واسطے یہ پیشگوئی گھڑ کر شائع کی کہ اگر وہ عورت مجھے چھوڑ کر کسی اَور شخص کے نکاح میں دیجاویگی تو اتنے عرصہ میں اسکا باپ فوت ہو جائیگا۔ اور اتنے عرصہ میں اسکا وہ شوہر جس سے اسکا نکاح کیا جائیگا۔ فوت ہو جاویگا۔ اور پھر وہ بیوہ ہو کر میرے

نکاح میں آجائیگی۔ پھر آپنے اس پیشگوئی کے وقوع اور اسکی تصدیق کے واسطے تائید آسمانی کے انتظار پر اکتفا نہ کیا۔ بلکہ دوسرے شخص (مرزا سلطان محمدؐ) سے اسکی تجویز نکاح کا حال سنکر اس ایک تدبیر نادانی کا بھی ارتکاب کیا کہ ایک اشتہار جس کا عنوان یہ تھا "اشتہار نصرت دین وقطع تعلق از اقارب مخالف دین متین" اور اس کا ماٹو یہ شعر تھا ؎

چو بدنداں تو کرمے اوفتاد ✦ آں دنداں نے بکن اے اوستاد۔

اس مضمون کا شائع کردیا۔ کہ اگر اس کی قدیمہ زوجہ اور اسکے بطن سے اسکے دونوں فرزند (مرزا سلطان احمد و مرزا فضل احمد) اس نکاح کی تجویز و تائید سے دستکش نہ ہونگے تو اس زوجہ قدیمہ پر طلاق ہوگی۔ اور اسکے دونو فرزند عاق ہونگے مگر یہ تدبیر آپکی کارگر نہوئی۔ اُس بیوی کا نکاح دوسرے شخص مرزا سلطان محمد سے ہوگیا۔ اور وہ ابتک زندہ اپنے شوہر کے گھر میں خوش وخورم آباد ہے اور صاحب اولاد ہوگئی ہے۔ اس اجمال کی تفصیل اشاعۃ السنہ نمبر ۶ جلد ۱۶ میں ہوچکی ہے۔

اس [illegible] جسکے وہ لوگ مدعی ہیں تو پھر انکی وہ قدیمہ بیوی اور اسکے دونو فرزند کرشن مہاراج کے دشمن اور آیت مذکورہ صدر کے مصداق ٹھیرتے ہیں۔ اور اگر حق بجانب پارٹی مخالف (زوجہ قدیمہ و فرزندان کرشن مہاراج) تسلیم کیا جائے۔ تو پھر انکی وہ خیالی و فرضی زوجہ (جس کا نکاح انسے انکے خیال میں خداتعالٰے نے آسمان پر کردیا ہوا ہے۔ (دیکھو نمبر مذکور اشاعۃ السنۃ) انکے دشمن اور آیت مذکورہ کے مصداق ٹھیرتے ہیں۔ اور طرفہ ظلم و عداوت یہ کہ اس خیالی بیوی کرشن جی نے ہنوز خود انکے گھر میں آکر اسکو آباد اور انکے دلکو شاد اور انکی پیشگوئی کو سچا و صادق المیعاد نہ کیا تھا کہ مہاراج مذکور اس دنیا سے چل بسے اور اپنی ازواج و اولاد مذکور کی عداوت پر مہر لگا گئے۔ ہمارے بیب انکی دونو بیویاں قدیمہ واقعی اور جدیدہ خیالی فرضی اور قدیمی کی اولاد ان کے دشمن اور آیت مذکورہ کے مصداق ٹھہرتے ہیں۔ ایک بیوی آپکی اور ہے جو انکی کہلاتی ہے۔ اور آپکی ایک جماعت میں ام المومنین کے لقب سے ملقب ہے۔ وہ اور اسکی اولاد اور وجہ سے آنکے دشمن ہوچکے ہیں۔ ... جنہوں نے انکی جائداد کو لیلئے

ہم نے سنا ہے کہ اسکے فوت ہونے کے بعد وہ بھی فوت ہوگئی ہے [illegible] مرزا جی نے یہ سنکر کہا کہ اب انکا نکاح عالم بالا میں ہوگا۔

نام رہن کرالیا ہے اور اس حیلہ میں سے دوسرے وارثوں کو محروم کر دیا ہے۔
سکی تصدیق سرکاری کاغذات ضلع گورداسپور سے ہو سکتی ہے۔ اور یہ مثال دشمنی ازواج
و اولاد کی کچھ کم عبرت خیز و حیرت انگیز مثال نہیں ہے۔

ان تمثیلات کے ذکر سے ایک مقصود تو اس امر کا اظہار ہے۔ کہ بعض اولاد و بعض
ازواج عوام کے تو کجا۔ بڑے بڑے مدعیان تقدس کو بھی نہیں چھوڑتے۔ دوسرا
مقصود یہ ہے کہ اس مضمون میں جو ہم نے اپنے پانچ لڑکوں کا حال بیان کرنا ہے۔
اسکو پڑھکر مہاراج کرشن جی کی پارٹی کی رال نہ ٹپک پڑے اور وہ اس حال کو پڑھکر
اسکو اپنے گرو کی کرامت نہ بنالیں۔ اور کسی قسم کی شماتت نہ کریں۔ بلکہ اپنے گریبان
میں منہ ڈالکر اپنے گرو کی ازواج و اولاد کا حال دیکھ کر سکوت اختیار کرلیں۔ اور اس
مثل ہندی کو سوچیں کہ چھاج تو بولتا ہے چھلنی کیا بولیگی۔ جسمیں ہزار چھید ہوتے ہیں
ایسے ہی لوگ آیات مذکورہ بالا میں مخاطب ہیں۔ اور انکی اولاد اور ان کی
ازواج انکے دشمن قرار دیئے گئے ہیں۔ انکو ان آیات میں یہ حکم ہوا ہے کہ وہ ان
دشمنوں سے بچتے رہیں۔

اور دوسری آیات میں ارشاد ہے۔ کہ اے ایمان والو اپنے آپ کو

یا ایھا الذین امنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا (التحریم ع ۱)	اور اپنی اولاد کو دوزخ کی آگ سے (جو گناہوں کا نتیجہ ہے) بچاؤ اور انکی
ومن الناس من یتخذ من دون الله اندادا یحبونھم کحب الله والذین امنوا اشد حبا لله ط (بقرہ ع ۲۰)	ایسی محبت نہ کرو جیسے کہ خدا کی چاہیئے ایسا کروگے تو تم انکو خدا کا شریک ٹھہرانے والے ہوگے۔
لا تجد قوما یومنون بالله والیوم الاخر یوادون من حاد الله ورسوله ولو کانوا اباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم۔ (مجادلہ ع ۳)	مومن ایسے نہیں ہوتے کہ خدا و رسول کے مخالفوں (نافرمان برداروں) سے محبت رکھیں گو وہ نافرمانبردار ماں باپ ہوں۔ یا بیٹے ہوں۔ یا بھائی ہوں یا قبیلہ۔

آپ نے اپنے اپنے لڑکوں کی یہی صورت

ہے کہ وہ انکے کہنے سے کوئی گناہ کا کام نکریں، اور کسی گناہ کے کام میں انکو مدد نہ دیں۔ اور جس صورت سے بن پڑے اور ہوسکے ہاتھ سے زبان سے ان کو گناہوں سے روکیں۔ وہ نہ مانیں تو دل سے ان سے بیزار رہیں۔ اور انسے علیحدگی اختیار کریں۔ اور اپنے گھروں سے اور اپنے اموال سے ان کو علیحدہ کردیں۔

قرآن مجید ارشاد ہے۔ نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ اور گناہ اور زیادتی میں مددگار نہ بنو۔

> وتعاونوا علی البر والتقوٰی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان (مائدہ ع۱)
>
> من رأی منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ ولیس وراء ذٰلک حبّۃ خردل من الایمان۔
>
> (رواہ مسلم ونحوہ فی المشکوٰۃ ص [illegible])

حدیث شریف میں ہے جو شخص کوئی بری بات دیکھے اسکو طاقت ہو تو ہاتھ سے اُسکو ہٹاوے۔ یہ طاقت نہو تو زبان سے ہٹاوے اور یہ طاقت بھی نہو تو دل سے اسپر انکار متوجہ رکھے اسکے بعد (یعنے اسکے بغیر) دانہ رائی کے برابر ایمان نہیں رہتا۔

اور یہ حدیث بھی رسالہ جلد ۲۰ میں گذر چکی ہے۔ کہ ایک بستی کو الٹا کر پھینک دینے کا جبرائیل علیہ السلام کو حکم ہوا۔ تو اونہوں نے عرض کیا کہ اس بستی میں ایک ایسا شخص ہے جسنے ایک لحہ گناہ نہیں کیا۔ تب حکم ہوا کہ اسکو بھی اس حکم عذاب میں شامل کرو۔ کیونکہ وہ میرے گناہوں پر غیرت کرنے سے ایک ساعت چین بجبیں بھی نہیں ہوا۔

بنا ؑ علیٰ ہذا۔ یہ خادم قوم خیرخواہ برادران دین اُن حضرات کو جن کی اولاد وازواج خدا کے گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں اور اسی حال میں وہ مال سے انکو مدد دیتے ہیں۔ اور خوشی اور الفت سے ان کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ نصیحت کرتا ہے کہ وہ اپنی اولاد وازواج کو خدا کا شریک نہ بناویں۔ اور خدا کے گناہوں میں انکی [illegible] اختیار کریں۔ اور اپنے

خداداد اموال کو ان کے دستِ ظلم سے بچاویں۔ انکو یہ نصیحت کرنے سے پہلے اس خاکسار شرمسار نے خود اسپر عمل کیا ہے۔ جبکہ اپنے پانچ جوان لڑکوں کو خدا کی معاصی میں مُبتلا پایا۔ اور دینی علوم عربی سے (جو خدا تعالےٰ کی اطاعت کا توفیق الٰہی سے ایک ہی کامل ذریعہ ہے) روگردان دیکھا تو جلد نوزدہم رسالہ بابت سنہ ۱۳۲۰ ہجری مطابق سنہ ۱۹۰۲ء کے پہلے نمبر میں مضمون وصیت شائع کردیا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ میری جائداد غیر منقولہ مکانات و میری مقبوضہ اراضی میرے وارثوں میں تقسیم نہ ہونے پاوے۔ بلکہ وہ میری اولاد و اقارب پر جن کا نفقہ میرے ذمہ واجب ہے۔ وقف رہیں۔ اور ان سے میرے اقارب نفع اٹھاویں۔ اور گذارہ لیں۔ بشرطیکہ وہ نماز روزہ وغیرہ احکامِ اسلام سے پابند رہیں۔ اور علمِ دین (قرآن و حدیث) پڑھیں پڑھاویں۔

میری اس وصیت کو میری اولاد نے منظور نکیا اور اسکے برخلاف بعض اخباروں میں یہ مضمون مشتہر کردیا تو میں نے [illegible] میں ایک اور مضمون شائع کیا۔ جس کا عنوان یہ تھا "میری وصیت سے میرے بعض وارثوں کی ناخوشی اور اسکا نتیجہ۔ انکی محرومی" خلاصہ جسکا یہ تھا۔ کہ اگر تم میری وصیت کو منظور نکروگے تو میں جائداد وقف اغیار کردونگا۔ یا کسی غیر کے نام ہبہ کردونگا تم اپنی بہتری چاہتے ہو تو میری وصیت کو مان لو اور تمام جائداد سے تم ہی نفع اوٹھاؤ۔

میرے یہ دونوں مضمون جلد انیسویں میں شائع ہوئے۔ تو میری اولاد و متعلقین خلاف وزرئے احکامِ شریعت اور تحصیلِ علوم دینی سے انکار پر مصر ہوگئی۔ بعض نے میرے منہ پر صاف کہدیا کہ تو ہمارا باپ نہیں۔ اور بعض غائبانہ کہنے لگ گئے کہ یہ ہمارا باپ کیسا ہے کہ ہمارے لیے کچھ وراثت چھوڑنا نہیں چاہتا۔ سب سے بڑا لڑکا عبدالسلام ہے۔ دوسرا اس سے چھوٹا محمد اطہر۔ تیسرا اس سے چھوٹا احمد حسین۔ چوتھا اس سے چھوٹا عبدالنور (جو ایک والدہ سے ہیں) پانچواں عبداللہ شکور جو دوسری والدہ سے ہے۔ ان سب میں [illegible] کا منکر [illegible] ہے سرکش بیکر

اول ہے۔ اسنے سرکشی اختیار کی تو پھر جو سرکش ہو گیا ور تحصیل علوم دینی سے انکاری ہو کر بھاگا۔ اوسکو اُسنے اپنے پاس جگہ دی اور روپیہ پیسہ سے اسکی مدد کی۔ اور سب سے بڑھکر بد چلنی اختیار کرنے والا اور مجھے جانی و مالی ایذا پہنچانے والا نمبر چہارم و پنجم ہے۔ اور احکامِ شریعت نماز وغیرہ کا استخفاف اور تحصیل علوم دین کے انکار سے تو کوئی بھی خالی نہیں۔ اُن میں بعض ایسے ہیں جو اسلام چھوڑ کر عیسائی یا آریہ ہو جانے کا ارادہ کر چکے تھے۔ بعض جو میرے جبر سے نماز میں کھڑے ہو گئے تو بے وضو بلا استنجا بول و براز اور بعض نماز کو صریح گالیاں بھی دے چکے ہیں۔ بعض ایسے بھی ہیں جو قانونی جرائم کے بھی مرتکب ہو گئے ہیں۔ اور اُن کے مقدمات کی مثلیں عدالت میں موجود ہیں اور بعض میری جان کو نقصان پہنچانے کا ارادہ بھی ظاہر کر چکے۔ اور اسکے وسائل بہم پہنچانے میں بھی سعی کر چکے ہیں جسمیں وہ کامیاب نہ ہوئے۔ اس امر کو میرے متعلقین بخوبی جانتے ہیں۔

میری وصیتہ مذکورہ سے ناراض ہو کر اور نیز اپنے شوہروں کی مطابقت و موافقت اختیار کر کے میری تینوں جوان لڑکیوں نے بھی میری اطاعت سے سرکشی اختیار کی سب اولاد سے بڑی لڑکی امۃ السلام ہے۔ وہ لڑکیوں میں اول درجہ کی سرکش و متکبر ہے جیسے لڑکوں میں اول درجہ عبد السلام ہے۔ جیسے وہ بھاگ کر باہر چلے جانے والوں کا مددگار بن رہا ہے ویسے وطن میں رہکر میرا مقابلہ کرنے والی لڑکوں کی یہ مددگار اور اپنے گھر میں اُنکو جگہ دینے والی بنی رہی۔ دوسری امۃ الرشید ہے۔ یہ بذات خود تو سرکش نہ تھی۔ مگر اوس کے شوہر نے (جو کہ انگریزی خوان گریجویٹ بی اے ہے) اور مذہب میں مجھ سے مخالفت رکھتا ہے۔ اُسکو سرکش بنا دیا ہے۔ اور وہی ان لڑکوں کا قانونی مشیر ہے۔ اور مواخذہ عدالت سے اُنکو بے ڈر کر کے میرے مقابلہ کے لیے آمادہ کرتا ہے۔ یہی شخص ہے جسنے میری پہلی وصیت کے جواب میں میرے بعض لڑکوں سے اپنے ایک ہندو دوست بیرسٹر و ایڈوکیٹ چیف کورٹ پنجاب کی معرفت نامنظوری وصیت کا نوٹس دلوایا تھا جس کا ذکر میرے رسالے جلد ۹ نمبر ۱۹ میں ہے۔ میں نے ایک لڑکے کو اس سے نقضِ امن کا خوف کر کے اُسپر زیر دفعہ ۱۰۷ تعزیرات ہند استغاثہ دائر کرنے سے ڈرایا۔ تو اس گریجویٹ نے میرے مُنہ پر یہہ کہا۔ کہ اگر تم اسکی

...ر خلاف استغاثہ کروگے تو میں اُسکی ضمانت دونگا اور تمہارے برخلاف استغاثہ
...ائر کرکے تمہاری ضمانت ہو جانے کی کوشش کرونگا۔ اور یہ بات اُسنے اُس لڑکے کی
...والدہ (اپنی خوشدامن) کو بھی کہلا بھیجی۔ تیسری لڑکی مریم ہے۔ جو شادی ہونے سے
...بیشتر تو بالکل سادہ طبع اور بے کینہ تھی۔ مگر اُسکی شادی ایک مولوی فاضل صاحب
...ہو گئی۔ جو دینی علم و فضل کے ساتھ خشیۃ اللہ و تقویٰ و مروت و وفا و شکر احسان
...سے بہت کم حصہ رکھتے ہیں۔ اور اپنے علم و فضل کا فائدہ زیادہ تر دہ دنیا میں بذریعہ
...ملازمت وغیرہ اُٹھا رہے ہیں وبس۔ ولعل اللہ یحدث بعد ذٰلک امرًا۔ اور وہ
...بٹالہ میں رہکر اپنی ہم زلف اتہ السلام کے شوہر (جو ایک عامی دنیا دار اور اتباع
...احکام شریعت نماز وغیرہ سے بے پرواہ ہے) کے تابع ہو گئے ہیں۔ اور انہوں نے
...اس سادہ لوح لڑکی کو بھی میری اطاعت سے سرکش کر دیا ہے۔ ان آٹھوں (پانچ لڑکوں
...اور تین لڑکیوں) نے اپنی ایک والدہ کو بھی مجھ سے نشوز اختیار کراکے اپنے ساتھ
...ملا لیا ہے۔ اِن گیارہ اشخاص (پانچ لڑکوں اور تین لڑکیوں اور اُنکے تینوں
شوہروں) کا میرے برخلاف اتفاق [illegible] ہیں چار
...لڑکوں اور دوسری لڑکی کی والدہ ہے مجھ سے نشوز اختیار کرکے اپنے بیٹوں کے
...پاس چلی گئی۔ ان سب کے جتھے نے شاید میری نسبت یہ خیال کر لیا ہوگا۔ کہ ہم سب
...اس سے جدا ہو جاوینگے۔ تو یہ تنہا رہ جائیگا اور عاجز ہو کر ہماری متابعت اختیار کریگا
اُس خیال سے وہ بٹالہ میں یا اور جگہ جہاں میں رہوں رہکر مجھ سے نہیں ملتے
...میرے پاس سے گذر جانے پر بھی سلام نہیں کرتے وعلیٰ ہذا القیاس۔ مگر ان نادانوں کو
...یہ علم و اعتقاد نہیں کہ ہماری علیحدگی سے وہ اکیلا نہ رہیگا ایک زبردست طاقت
...والا آسمان و زمین کو قائم رکھنے والا جسپر اُس کا بھروسہ ہے اور اُسی کی رضامندی
...کے واسطے اُس نے یہ وصیت کی تھی جسنے ہم سب کو اُسکا مخالف بنا دیا ہے۔ اُس کے
...ساتھ ہوگا وہ اِنَّ اللہ معنا و اِنَّ معی ربی کہتا ہوا کسی مخالف حق کی پرواہ نہ کریگا
...اور وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے مقابلہ میں کسی مخلوق کی رضا یا غضب کی پرواہ نہیں کیا
...کرتا اور اُسی روش پر اُسکی عمر کے ستر سال گذر چکے ہیں۔ جوانی میں اُسنے مخلوقات
...کے خوف و لحاظ سے خالق و مالک کو نہیں چھوڑا۔ تو اب بڑھاپے میں وہ اپنے اس

محسن قدیم کو چھوڑ کر مخلوق کو کب اپنا معبود بنا سکتا ہے۔ میری نا فرمانبردار اولاد و ازواج
و متعلقین پر آیت قرآن محولہ بالا جس نے مومنوں کو اسکے دشمن سے بچنے اور اس کے
بچکر رہنے کا حکم دیا ہے۔ پوری صادق آتی ہے۔ اسلیے میں نے بامتثال حکم قرآنی انکو
اپنا دینی دشمنی قرار دیا ہے۔ اور انکی دشمنی سے بچنے کے لیے اور نیز ذخیرہ ثواب
آخرت حاصل کرنے کے لیے اپنی کل خداداد جائداد کو خدا تعالیٰ اور اسکے دین کی تعلیم کے
لیے وقف کر دی ہے۔ جسکی شروط و مصارف کی تفصیل میرے دوسرے مضمون وقف
علی الاولاد والاقارب میں ہو چکی ہے۔ اس مضمون میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ وہ پانچوں
لڑکے اور تینوں لڑکیاں اور ان کے متعلقین میرے عاق و نا فرمانبردار ہیں اور جبتک
کہ وہ موجودہ حالت عقوق و نشوز پر قایم رہیں میری وقف شدہ جائداد سے اور مستحقوں کی
طرح فائدہ اٹھانے کے مستحق نہیں۔ ہاں اس عقوق و نا فرمانبرداری و نشوز سے نادم و
تائب ہو کر حکم اللہ تعالیٰ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق میرے فرمانبردار ہو جاینگے
اور میری اطاعت کرینگے۔ تو پھر وہ میرے اور میں انکا۔ اس اطاعت کی دو صورتیں ہیں۔ اعلیٰ
اور ادنے۔ اعلیٰ یہ ہے کہ وہ علم دین حاصل کر کے اسکے مطابق اپنا عمل کر کے
منافع وقف سے حصہ لینے اور نفع اوٹھانے کے مستحق ہیں۔ اور ادنے یہ کہ وہ
کم از کم میری نا فرمانبرداری و سرکشی سے تائب ہو کر میری وقف اور وصیت کو تسلیم
کریں صرف اس صورت کو اختیار کرنے سے گرچہ وہ منافع وقف سے حصہ لینے
کے مستحق ہونگے۔ مگر عقوق اور اسکی سزا عذاب جہنم و محرومی نعیم جنت سے تو بچ
جاینگے۔ اگر وہ یا انمیں سے کوئی اسلام کو مانتے اور قیامت کا اعتقاد رکھتے ہیں۔
ان ہی مدعیان اسلام و معتقدین اعتقاد قیامت کو خصوصاً مولوی فاضل صاحب کو
جو فاضل کہا جاتا ہوں کا تابع ہو گئے ہیں کہ یہ منا نصیحت بھی کرتا ہوں کہ وہ دین اور دنیا کے
مضار و منافع میں موازنہ کر کے خود یہ سوچیں اور ان لوگوں کو سمجھاویں کہ باپ صرف
وہی نہیں ہوتا جو اولاد کے لیے وراثت چھوڑ جاویں اور اسکے احسانات اولاد پر وراثت
چھوڑ جانے سے بڑھ کر ہیں۔ پہلے انکا وجود ہی باپ کے ذریعہ ہوتا ہے۔ اس احسان کو
شاید آزاد منش انگریزی خوان نہ مانیں اور یہ کہیں بلکہ بعض کہتے ہیں کہ والد نے اپنی
ضرورت و خواہش نفس کو پورا کیا جس سے ہم [illegible] پیدا ہو گئے۔ ہم پر

کیا احسان کیا۔ اسکا جواب وہ خود سوچیں کہ پیدا ہونے کے بعد کیا وہ پرورش بھی گھاس پھوس کی طرح "قدرتی طور پر پا گئے ہیں یا انکی پرورش میں باپ کا بھی خرچ ہوا۔ اور باپ انکو گود میں اٹھائے لئے نہیں پھرا۔

پھر جس کمال یا روٹی کمانے کے ذریعہ کو وہ پہنچ گئے وہ قدرتی طور پر انکو حاصل ہوا ہے اور باپ کا اسمیں کوئی دخل نہیں ہے!۔

اور وہ یہ بھی سوچیں کہ باپ سے قطع تعلق کرکے اولاد کی عزت ہی کیا ہے۔ اور قوم و سوسائٹی میں جبکے باپ کی عزت نہ ہو اسکو کیا عزت ہوسکتی ہے۔ اور جبکے باپ کی عزت ہو اسکو باپ سے علیحدگی و انحراف سے وہ عزت کب حاصل ہوسکتی ہے۔ اور قوم و برادری میں اسکا رشتہ ناطہ کیونکر ممکن ہے۔ رشتہ ناطہ دینے والے جیسے کہ لڑکے کو دیکھتے ہیں گھر کو بھی دیکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان لڑکوں میں تین کی جبکہ وہ مجھ سے سرکش نہ ہوگئے تھے۔ اپنی قوم میں اور اچھے گھروں میں شادیاں ہوگئی ہیں۔ اور باقی ماندہ اس سرکشی کی وجہ سے ابتک رنڈوے بیٹھے ہیں۔ ان سب باتوں اور دنیاوی مضار و منافع کے [illegible] جو بحکم کل من علیھا فان ہر ایک متنفس کو لازم ہے۔ انکو دوسرا عالم اخروی بھی درپیش ہے۔

قال رسول اللہ صلعم لا یدخل الجنۃ عاق - رواہ النسائی مشکوٰۃ (ص [illegible])

عن ابی امامۃ ان رجلا قال یا رسول اللہ ما حق الوالدین علی ولدھما قال ھما جنتک و نارک - رواہ ابن ماجۃ مشکوٰۃ (ص [illegible])

اسمیں صاف قطعی حکم ہو گا۔ ماں باپ کا نافرمانبردار بہشت میں داخل ہونا نہ پاوے۔ آنحضرت صلعم سے کسی نے پوچھا کہ والدین کا اولاد پر کیا حق ہے۔ تو آپنے فرمایا۔ کہ دونوں تیری بہشت یا دوزخ ہیں۔ یعنی انکی فرمانبرداری کرے وہ تیرے لیے بہشت ہیں ورنہ دوزخ۔

وعن ابن عباس رض قال رسول اللہ صلعم من اصبح مطیعاً للہ فی والدیہ اصبح لہ بابان مفتوحان الی الجنۃ وان کان واحداً فواحداً ومن اصبح عاصیاً للہ

اور آپنے ارشاد فرمایا ہے جو شخص خدا تعالےٰ کے واسطے (یعنی نہ بغرض دنیاوی) ماں باپ کا مطیع ہوتا ہے اسکے لیے بہشت کی طرف دو دروازے کھل جاتے ہیں۔ ایک ماں یا باپ

لی والدیہ اصبح لہ بابان مفتوحان الی النار وان کان واحدًا فواحدًا۔ قال رجل وان ظلماہ قال وان ظلماہ و ان ظلماہ وان ظلماہ رواہ البیہقی۔ (مشکوٰۃ صل۴۲)

ہو تو ایک دروازہ۔ اور جو شخص خدا کا نافرمانبردار ہو کر ماں باپ کا نافرمانبردار ہو اسکے واسطے دو دروازہ دوزخ کی طرف کھل جاتے ہیں ایک ہو تو ایک کسی نے عرض کیا کہ اگرچہ ماں باپ ظلم کرتے ہوں تو آپنے تین دفعہ فرمایا کہ ہاں اگرچہ ظلم کرتے ہوں۔

وعن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلعم رضی الرب فی رضی الوالد وسخط الرب فی سخط الوالد رواہ الترمذی۔ (مشکوٰۃ ملا۲۱۹)

اور آپ نے فرمایا خدا کی رضامندی باپ کی رضامندی میں ہے۔ اور خداتعالی کا غصہ باپ کے غصہ میں ہے۔

یہ احادیث نبوی صاف فیصلہ کرتی ہیں کہ جس بیٹے یا بچی پر باپ راضی نہیں۔ اُسپر خداتعالی بھی راضی نہیں اور اُسکے واسطے دوزخ کے دروازہ کھلے ہیں اور جنت کے بند۔ اور یہی قرآن مجید کا فیصلہ ہے جس میں جابجا ماں باپ کے ساتھ احسان کرنے کا حکم ہے۔ دبالوالدین احسانًا ہاں اس حصول رضامندی اور وجوب اطاعت کے لیے لازمی شرط ہے۔ کہ خدا کے گناہ میں ماں باپ کی اطاعت نہو۔ اور نہ کسی ایسے امر میں جو اولاد کی طاقت سے باہر ہو۔ سو خدا کے فضل و توفیق سے میں نے کبھی کسی گناہ میں اولاد سے اطاعت نہیں چاہی اور نہ انکی طاقت سے باہر انکو کسی کام کی تکلیف دی ہے۔ میں نے ان سے یہی چاہا ہے کہ وہ دینی علوم عربی پڑھیں اور نماز باوضو ادا کریں اور حقہ نوشی وغیرہ منہیات شرعیہ کے مرتکب نہوں۔ اور کسی سے اپنی خدمت مالی نہیں چاہی۔ اور نہ اسکے ترک پر خفگی کی ہے۔ بدنی خدمت کا بھی مجھے خداتعالی نے اولاد کا محتاج نہیں کیا۔ اور نہ ہی اُن سے یہ خدمت چاہتا ہوں۔ جب تک کہ وہ صغرسنی کیحالت میں رہے عام دستور کے موافق گھر کے کام کرتے رہے اور جب سن بلوغ کو پہنچ گئے تو گھر کے کام بھی چھوڑ بیٹھے اور خود کار فرما بن گئے۔ اور اپنی جنٹلمینی وضع قائم رکھنے کے لیے بجائے اسکے کہ میری خدمت کریں یا جائز طور پر زیر دستی میرے گھر کا مال

مارنا اور لوٹنا شروع کردیا۔ کبھی والدہ کا زیور گھر سے نکال کرے گئے۔ کبھی چھوٹی ہمشیرہ کا اتار کرے گئے وعلیٰ ہذا القیاس۔

یہاں یہ سوال ہوگا کہ سب لڑکے کیوں ایسی بدچلنی و سرکشی و آوارگی کے طریق پر نکلے۔ یہ تمہاری تربیت کا قصور ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ میری تعلیم و تربیت تو انکے حق میں اس طرح ہوتی رہی ہے (جس کو میری اقربا دوست آشنا بخوبی جانتے ہیں) کہ جب میرا کوئی بچہ بولنا سیکھا تو میں نے اسکو اللہ تعالیٰ کا نام لینا سکھایا۔ پھر تھوڑے تھوڑے کرکے عقائد اسلامی اور نماز پڑھنا سکھایا۔ میری لڑکی صفیہ تین سال کی ہے۔ اس سے بہت لوگوں نے حمایت اسلام کی دوسری کتاب کی نظم حمد و نعت کے اشعار سنے ہیں۔ اور جو جابجا سنے ۔

خدا ایک ہے کوئی اس سا نہیں ÷ کسی کام میں ساجھی اسکا نہیں
نہیں اسکی کچھ ابتدا انتہا ÷ سدا سے ہی وہ اور رہے گا سدا الخ

پھر جب وہ مکتب کے لائق ہوئے۔ تو معلمین قرآن کے سپرد کیا۔ اور ساتھ ہی اسکے اردو [illegible] تو سکول میں داخل کیا۔ اور جب چھٹی جماعت تک پہنچے تو مدرسہ میں بھی عربی پڑھوائی اور ایک گھنٹہ گھر پر خود عربی صرف و نحو پڑھائی اور حلقہ درس قرآن میں ہمیشہ انکو شامل رکھا۔ نماز کے لیے اپنے ساتھ مسجد میں لے جانا اور اپنے وطن میں ہونے کی حالت میں انکو آوارہ لڑکوں کے ساتھ کھیلنے سے روکنا برابر جاری رکھا۔ ہاں میں جب کبھی سفر میں جاتا تھا۔ تو میرے قائم مقام نگرانی کرنے والا کوئی نہ ہوتا تھا۔ اور میرے وطن میں ہونے کی حالت میں بھی سکول کے چھ گھنٹوں میں انکو صحبت ان لڑکوں کی اور سکول کے ماسٹروں ٹیچروں کی جو مذہب غیر اسلامی رکھتے یا وہ مذہب سے بالکل آزاد تھے رہی جوانکے خیالات کو بے شک خراب کرتی رہی۔ اسوجہ سے میری تعلیم و تربیت کا اثر ان پر کم ہوا۔ اور سکول کی صحبت و تعلیم کا اثر زیادہ ہوا۔ میرے اصول دینی کے مطابق یہ مجھ سے سخت غلطی ہوئی کہ میں نے ان لڑکوں کو قبل استحکام عقائد و اعمال شرعیہ غیر اسلامی سکولوں میں تعلیم کے لیے سپرد کیا۔ اور ہز ایکسی لینسی امیر صاحب افغانستان کے بیان فرمودہ اس شعر کا

جو انجمن حمایت اسلام کے بنیادی پتھر رکھنے کے موقعہ پر بیان فرمایا تھا۔ ؎

ہمچو پرکاریم یک پا در شریعت مستقیم ٭ پاے دیگر سیر ہفتاد و دو ملت کردہ ایم

کا خلاف کیا۔

میری اس تعلیم و تربیت کے ساتھ سب سے پہلے لڑکے نے تعلیم عربی علوم دینی مروی کے علاوہ سکول کی تعلیم بھی چھوڑ دی اور صرف مڈل پاس کر کے سرکاری نوکری اختیار کی۔ اسکی پیروی دوسرے۔ تیسرے۔ چوتھے اور پانچویں نے اختیار کی۔ اور کسی نے ان میں سے مڈل بھی پاس نہ کیا۔ اور عربی میں کافیہ۔ شرح ملا سے اوپر نہ پڑھا۔

اب منصفین انصاف سے کہیں کہ میری تعلیم و تربیت کا کہاں تک قصور ہے۔ اور وہ آیات قرآنی و اشعار و اقوال ذیل کو بھی عبرت کی نگاہ سے ملاحظہ فرماویں۔

ونادی نوح ربہ فقال رب ان ابنی من اهلی وان وعدک الحق وانت احکم الحاکمین۔ قال یا نوح انہ لیس من اهلک انہ عمل غیر صالح۔ (سورۃ هود ع ۴)

آیت قرآن میں ارشاد ہے۔ اور نوح نے اللہ تعالیٰ کو پکارا کہ میرا بیٹا بھی میرے گھر والوں سے ہے۔ اور تیرا وعدہ کہ "میں تیرے گھر والوں کو بچاؤنگا" حق ہے تو خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ تیرے گھر والوں سے نہیں ہے۔ کیونکہ وہ بدعمل ہے۔

؎

پسرِ نوح بابدان بنشست ٭ خاندانِ نبوتش گم شد

؎ حسن ز بصرہ بلال از حبش صہیب از روم

ز خاک مکہ ابوجہل ایں چہ بوالعجبی ٭

؎

تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل ٭ کہ خضر از آب حیواں تشنہ مے آرد سکندر را

ع

تربیت نا اہل را چوں گردگاں بر گنبد ست ٭

راقم ابو سعید محمد حسین ایڈیٹر اشاعۃ السنہ لاہور۔